Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس　مفتی محمد امجد　حکیم محمد فیضان　غفار الحق

فی شمارہ .... 25 روپے
سالانہ .... 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270　فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....ملکی حالات سنگین مراحل میں ....مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۳۹، آیت نمبر ۵۱) .....بنی اسرائیل کے اوپر چوتھا انعام............. // // ۷

درسِ حدیث ....جمعہ کا دن تمام دِنوں سے افضل اور دِنوں کا سردار ہے........ // // ۱۲

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ ذی الحجہ: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں ....مولوی طارق محمود ۱۵

گناہوں کے نقصانات (دوسری وآخری قسط) (اصلاحی خطاب)..................مفتی محمد رضوان ۲۴

پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط ۹)..................................مفتی محمد امجد حسین ۳۲

معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط ۱۴)........................ // // ۳۶

اولاد کی تربیت کے آداب (قسط ۹)..مولانا محمد ناصر ۴۱

تقویٰ اور صادقین کی معیّت (قسط ۱)..............اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان صاحب ۴۵

موجودہ حالت میں بعض سیاسی علماء کا طرزِ عمل..............................مفتی محمد رضوان ۵۱

علم کے مینار..............سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۳).............مولانا محمد امجد حسین ۵۴

تذکرۂ اولیاء: ......خواتینِ اسلام کے حیرت انگیز واقعات............امتیاز احمد ۶۰

پیارے بچو! .... شرابی ....ابوفرحان ۶۴

بزمِ خواتین ....زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط ۸).......مفتی ابوشعیب ۶۶

آپ کے دینی مسائل کا حل..... غیر عربی میں جمعہ کا خطبہ ناجائز وبدعت ہے ....ادارہ ۶۹

کیاآپ جانتے ہیں؟.......... سوالات وجوابات ....ترتیب: مفتی محمد یونس ۷۵

عبرت کدہ .... حضرت ابراہیم علیہ السلام (سترہویں وآخری قسط)........مولوی طارق محمود ۷۷

طب وصحت............ مولی (RADISH)..............حکیم محمد فیضان ۷۹

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..................مولانا محمد امجد حسین ۸۱

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...............ابرار حسین ستی ۸۳

When shall we rid ourselves of endless pastimes?.............ڈاکٹر محمد الغزالی ۸۷

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 4 (۱۴۲۸ھ) کی اجمالی فہرست ....ابورملہ ۸۸

Idara Ghufran

اداریہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — مفتی محمد رضوان

ملکی حالات سنگین مراحل میں

گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے ملک میں حالات سنگین سے سنگین تر ہوتے جارہے ہیں، اور ملک سیاسی، معاشی اور عوامی سطح پر تنزلی کی طرف جارہا ہے۔

سیاسی عدمِ استحکام کی شکایت تو ہمارے ملک کو شروع سے ہی رہی ہے، لیکن اُتار چڑھاؤ کے ساتھ حالات اتنے ناگفتہ بہ نہ ہوئے تھے جتنے کہ اس وقت ہیں۔

صدر پرویز مشرف صاحب کے دَورِاقتدار میں شروع ہی سے قوم کی اکثریت کو یہ شکایت رہی ہے کہ ان کی پشت پر خارجی اور بیرونی طاقتوں کا ہاتھ ہے، اور وہ طاقت کے ذریعہ بعض عناصر کا خاتمہ چاہتے ہیں، جس کے نتائج پھر وہی نکلنا شروع ہوگئے جو ہمیشہ طاقت کے بے جا استعمال کے نکلا کرتے ہیں اور گذشتہ کئی سالوں سے عراق وافغانستان، فلسطین ولبنان وغیرہ میں خودکش حملوں، انتشار، افراتفری اور بدامنی کی صورت میں نکل رہے ہیں۔ ع اے بادِصبا ایں ہمہ آوردہ تست

ایک عقلمند انسان کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ تاریخ اور گردوپیش کے حالات سے عبرت وسبق حاصل کرے۔

اس لیے عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ان تلخ اور ناکام تجربات کو اپنے ملک میں نہ دُھرایا جاتا۔

لیکن ایسا نہ ہوا، اور اس کی وجہ سے ملک خودکش حملوں کی لپیٹ میں آ گیا۔

اس موقع پر مادی طاقتوں کے نشہ میں ڈوبے ہوئے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ان حملوں کو طاقت کے زور پر کچلا جاسکتا ہے، اس لیے وہ اپنی مادی طاقت کے اندھا دُھند استعمال کرنے کو کامیابی کا زینہ سمجھتے رہے، لیکن ماضی کی تاریخ اور تجربات اس کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اور تاریخ گواہ ہے کہ اس قسم کے حملوں کو روکنے کے لیے طاقت کا جتنا بھی زیادہ استعمال کیا گیا، اسی کے ساتھ اس قسم کے حملوں اور دہشت گردی کی شدت میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا، جس پر آج خود یہ مقتدر قوتیں اور طبقہ اشرافیہ بغلیں جھانک رہے ہیں۔ ع اے بادِصبا ایں ہمہ آوردہ تست

بھلا سوچنے کی بات ہے کہ جو چیز طاقت کے اندھا دُھند استعمال سے پیدا ہوئی ہو کیا اس میں طاقت کے

Idara Ghufran

استعمال سے کمی آ سکتی ہے، ہرگز بھی نہیں۔

بلکہ اضافہ ہی ہوتا دکھائی دے گا، اصل حل دہشت گردی کے حقیقی عوامل کا سدِ باب ہے، دوسری طرف ملک میں ایمرجنسی نافذ کر کے عدلیہ کے اعلیٰ ججوں کی برطرفی اور پی سی او کے تحت حلف سے بھی عوام میں سخت بے چینی واضطراب پیدا ہوا، جس کے خلاف آج تک ملک بھر کے وکلاء کی طرف سے ہڑتالوں اور عدالتوں سے بائیکاٹوں کا سلسلہ جاری ہے۔

وفاقی پولیس نے سال 2007ء میں امن وامان کے حوالے سے دارُالحکومت اسلام آباد کے متعلق اپنی جاری کردہ رپورٹ میں ذکر کیا ہے کہ:

> وفاقی دارالحکومت میں ایک سال کے دوران ایک سو دس شہری قتل کیے گئے اور پولیس مظاہرے، ریلیاں روکنے میں مصروف رہی (روزنامہ اسلام، راولپنڈی جمعرات ۲۳ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ۔ 3/ جنوری 2008ء)

سانحہ لال مسجد میں بہنے والا خون اور تلف ہونے والی قیمتی انسانی جانیں اس کے علاوہ ہیں۔

ملک کے ان ہچکولے لیتے ہوئے حالات میں گزشتہ اسمبلی کی مدت پوری ہونے اور ۲۰۰۸ء کے آغاز کا اعلان ہو گیا، جس کے لیے 8 جنوری کی تاریخ مقرر کی گئی۔

کئی سیاسی اور عوامی حلقوں کو موجودہ قیادت کی نگرانی میں انصاف کے ساتھ انتخابات نہ ہونے کی شکایت اور خدشات تھے، اور اسی وجہ سے بعض سیاسی جماعتوں نے الیکشن سے بائیکاٹ کا اعلان بھی کیا ہوا تھا، لیکن بڑی سیاسی جماعتوں کی طرف سے الیکشن میں حصہ لینے کے فیصلہ کی وجہ سے انتخابات کی تیاریوں میں روز بروز اضافہ محسوس ہوتا دِکھائی دے رہا تھا کہ راولپنڈی شہر کے تاریخی لیاقت باغ میں ۲۷/ دسمبر جمعرات کی شام پیپلز پارٹی کے انتخابی مہم کے سلسلہ کے ایک جلسہ سے فراغت کے بعد پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو صاحبہ ایک حملہ کے تحت جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

یہ حملہ کس طرح کیا گیا، اور کس کی طرف سے کیا گیا اور کیوں کیا گیا؟ یہ وہ باتیں ہیں کہ عوامی حلقوں میں جتنے منہ اتنی باتوں کا مصداق بنی ہوئی ہیں، مگر اصل حقائق کیا ہیں، وہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔

ہم تو اس بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان کو اپنی زبان سے وہ بات نکالنی چاہیے کہ جس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور ثابت کر سکتا ہو۔

بہر حال حقیقت جو بھی ہو اس واقعہ کے نتائجِ بد سے ملک وملت کو نا قابلِ تلافی نقصان ہوا، جس کا صحیح اندازہ ابھی لگانا مشکل ہے۔

سانحہ لیاقت باغ کی خبر آناً فاناً ملک کے طول وعرض میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، اور پورا ملک ہنگاموں اور توڑ پھوڑ کی لپیٹ میں آ گیا، کاروبارِ زندگی معطل ہو کر رہ گیا، اور ملک بھر میں جلاؤ گھیراؤ اور لوٹ مار کے غیر معمولی جانی و مالی نقصانات کے واقعات رونما ہوئے۔

بروز بدھ 2 جنوری کی رات قوم سے خطاب کرتے ہوئے صدر پرویز مشرف صاحب نے کہا کہ بے نظیر بھٹو کے قتل کے بعد جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر ہونے والے نقصان کا ابتدائی تخمینہ (۱۰۰) ارب روپے کا لگایا گیا ہے (روزنامہ اسلام، راولپنڈی جمعرات ۲۳ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ۔3 / جنوری 2008ء)

ہنگاموں کے دوران مظاہرین نے کراچی اور اندرونِ سندھ تقریباً (۱۰۰) سے زائد ڈاکخانوں پر حملے کیے، جس کے نتیجہ میں کراچی میں ڈھائی لاکھ اور اندرونِ سندھ مجموعی طور پر دو لاکھ ڈاک جل کر خاکستر ہوگئی، اور صوبہ سرحد میں آنے والے (۱۰۰۰۰) شہریوں کے منی آرڈر، ضروری خطوط اور پارسل کراچی اور سندھ میں جل کر خاک ہوگئے، ڈاکخانوں کے جلنے کے بعد کراچی اور اندرونِ سندھ سے سرحد ڈاک کی ترسیل بند ہوگئی، جس کے باعث لاکھوں شہریوں کو دُشواری کا سامنا کرنا پڑا۔

حیدرآباد (نیوز ڈیسک کی) ایک خبر کے مطابق مشتعل افراد کی جانب سے سڑکوں پر نکل کر لوٹ مار اور جلاؤ گھیراؤ کے واقعات کے دوران ہالہ میں ایک ایسا ٹرالر بھی نذرِ آتش کر دیا گیا جس میں قرآن پاک کے سولہ ہزار نسخہ جات کنٹینر میں رکھے ہوئے تھے، اور لاہور میں طباعت کے بعد کراچی لے جائے جا رہے تھے اور ڈرائیور کی طرف سے اس درخواست کے باوجود کہ ان نسخہ جات کو احترام سے الگ کر کے بے شک ٹرالر کو آگ لگا دی جائے، شر پسندوں نے ایک نہ سُنی (ہفت روزہ ''ضربِ مؤمن'' کراچی، 24 تا 30 ذی الحجہ 1428ھ)

اُدھر چیف الیکشن کمشنر نے 8 جنوری 2008ء کو ہونے والے عام انتخابات سانحۂ لیاقت باغ کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال ''الیکشن کمیشن'' کے دفاتر، ٹرانسپرنٹ بیلٹ باکس، ووٹر لسٹیں اور انتخابی مواد جلائے جانے، کے باعث ملتوی کر دیے، اور اب یہ انتخابات 18 فروری کو کرانے کا اعلان کیا ہے۔

لوٹ مار، جلاؤ گھیراؤ اور احتجاج ومظاہروں کے ایسے طریقے جن سے ملک وملت کا اجتماعی جانی ومالی نقصان ہو، دینی، قانونی، اخلاقی کسی بھی اعتبار سے درست نہیں، اور خصوصاً ایسے ملک وقوم کے لیے جس

کی حالت پہلے سے ہی خستہ اور ناگفتہ بہ ہو، کسی طرح زیب نہیں دیتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو جذبات کا استعمال عقل اور سلامتِ فکر اور جوش کے بجائے ہوش کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

اِنتخابات اور ووٹ
کی شرعی حیثیت

اسلام میں سیاست کا مقام و مرتبہ اور سیاست و دین کا باہمی تعلق۔ اچھے وبُرے اعمال کا اچھے وبُرے حکمرانوں کے انتخاب واقتدار میں دَخَل۔ مروَّجہ مغربی جمہوری سیاست کی شرعی حیثیت، مروَّجہ انتخابات اور ووٹ کا شرعی جائزہ، اُمیدوار اور ووٹ دھندہ کی ذمہ داری، ووٹ کے مستحق اور اہل ہونے کے اوصاف۔ ووٹ کو استعمال نہ کرنے، غیر مستحق کو ووٹ دینے اور نوٹوں کے عوض ووٹوں کی خرید وفروخت اور ذاتی مفادات یا تعصُّبات اور وعدے یا حَلَف کی بنیاد پر کسی کو ووٹ دینے کا شرعی حکم، اگر امیدواروں میں سے کوئی بھی پورا اہل اور دیانتدار نہ ہو تو اس وقت شریعت کا تقاضا کیا ہے؟ عورت کے ووٹ ڈالنے کا شرعی حکم اور ووٹروں کی مختلف غلط فہمیاں اور بدعنوانیاں۔ زیرِ نظر رسالے میں ان پہلوؤں پر قرآن وسنت اور اہلُ السنۃ والجماعۃ علماء کے ارشادات وفرمودات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

(۴۰ صفحات) تالیف (قیمت ۲۰ روپے)

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۳۹، آیت نمبر ۵۱)

مفتی محمد رضوان

بنی اسرائیل کے اوپر چوتھا انعام

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱)

ترجمہ: ''اور (یاد کرو اس وقت کو) جب کہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے چالیس رات کا، پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا بچھڑا موسیٰ کے جانے کے بعد اور تم ظالم تھے'' (ترجمہ ختم)

تفسیر وتشریح

فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اب ہم مطمئن ہو گئے، لہٰذا ہمارے لیے اگر کوئی نئی شریعت مقرر ہو تو ہم اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کو ''نئی شریعت اور توراۃ'' دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے طور نامی پہاڑ پر تیس راتوں کا اعتکاف فرمانے کا وعدہ فرمایا اور پھر اس میں مزید دس راتوں کا اضافہ فرما کر کُل چالیس راتیں مکمل کرائیں، جیسا کہ سورۂ اعراف کی ایک سو بیالیسویں آیت میں ارشاد ہے:

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً. وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ

''اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور دس راتیں مزید اِن تیس راتوں میں (اضافہ کر کے) مکمل فرما دیں، اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہہ دیا کہ میرے بعد میری قوم کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل نہ کرنا''

گویا کہ کُل چالیس راتیں کوہِ طور پر مسلسل گزروائی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام کا ایک چِلّہ پورا کرایا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اِدھر کوہِ طور پر تھے اور اُدھر پیچھے ایک شخص سامری نامی تھا، اس نے چاندی یا سونے سے ایک بچھڑے کا مجسمہ بنا کر اس کے اندر وہ مٹی جو اس نے جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اُٹھا کر اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی تھی، ڈال دی۔ جس سے اس بچھڑے کے اندر سے آواز کی حرکت محسوس ہونے لگی اور بنی اسرائیل کے جاہلوں نے اس کی عبادت شروع کر دی، ''اس کی تفصیل آگے

اپنے مقام پر آئے گی'' (معارف القرآن عثمانی، بتغیر)

موسیٰ نے کوہِ طور پر ذیقعدۃ کے تیس اور ذی الحجہ کے دس دن کا اعتکاف فرمایا

مشہور مفسر حضرت ابن عباس، حضرت مجاہد، حضرت مسروق وغیرہ رضی اللہ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر جو چالیس راتیں گزاریں، وہ ذوالقعدہ کے پورے مہینہ اور ذو الحجہ کے پہلے عشرہ کی تھیں (تفسیر قرطبی)

رات کی نفلی عبادت کا ثواب دن کی نفلی عبادت سے زیادہ ہے

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ میں رات کی تخصیص کیوں فرمائی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رات کی نفلی عبادت کا ثواب دن کی نفلی عبادت کے ثواب کے مقابلے میں زیادہ ہے، کیونکہ رات کی عبادت میں مجاہدہ زیادہ ہے؛ نیز آسمانِ دنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کا خاص نزول بھی رات ہی کے وقت ہوتا ہے اور رحمتیں و برکتیں بھی اکثر رات ہی میں نازل ہوتی ہیں۔

اسی وجہ سے قرآن مجید کو بھی شبِ قدر میں نازل کیا گیا ہے۔ اور نفل نماز میں تہجد کی نماز کا سب سے بلند مقام ہے، اس کا وقت بھی رات کا ہی ہے، اور اس کی فضیلت واہمیت کی ایک وجہ بھی اس کا رات کے وقت میں ہونا ہی ہے۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْآخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ فَکُنْ (ترمذی فی دعاء الضیف)

ترجمہ: ''رب تعالیٰ بندے کے سب سے زیادہ قریب رات کے آخر حصے میں ہوتے ہیں، پس اگر آپ کو اس کی استطاعت ہو کہ اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں تو ہو جانا چاہیے'' (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر خیر کے دروازے شمار کراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَصَلَاۃُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ، قَالَ ثُمَّ تَلَا ''تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ'' حَتّٰی بَلَغَ ''یَعْمَلُوْنَ'' (ترمذی، باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ)

ترجمہ: ''(خیر کا ایک دروازہ ہے) آدمی کا رات میں نماز پڑھنا، راوی کہتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ'' کہ ''اُن کے پہلو

بستروں سے جدا رہتے ہیں'' یہ آیت رسول اللہ ﷺ نے ''یَعْمَلُوْنَ'' تک تلاوت فرمائی۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ:

فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

اَلصَّلاَ ۃُ فِیْ جَوْفِ الَّلیْلِ (مسند احمد، مسند ابی ھریرۃ)

ترجمہ: ''رات کی نماز افضل ہے'' (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

فَضْلُ صَلاَ ۃِ الَّلیْلِ عَلیٰ صَلاَ ۃِ النَّھَارِ کَفَضْلِ صَدَقَۃِ السِّرِّ عَلیٰ صَدَقَۃِ الْعَلاَنِیَۃِ

(مصنف ابن ابی شیبۃ جلد۲ صفحہ ۱۷۳)

ترجمہ: ''رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے، جیسا کہ خفیہ طریقہ پر صدقے کی فضیلت علانیہ صدقہ پر ہے'' (ترجمہ ختم)

عرب کا طریقہ تھا کہ جب سفر کرتے تو رات کو چلتے اور دن کو ٹھہرتے تھے اس لیے کہ رات میں راستہ جلدی طے ہو جاتا ہے، اسی طرح سیر الی اللہ کے لیے بھی رات کو خاص دخل ہے، اس وقت کی عبادت اور ذکر و مجاہدہ سے سالک جلدی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے (معارف القرآن کاندھلوی، بتغیر)

چالیس کا عدد خاص اہمیت رکھتا ہے

چالیس کے عدد کو ترقی وتنزلی اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنے میں خاص دخل ہے، موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی چالیس کا عدد اسی لیے مکمل کرایا گیا تا کہ ایک آسمانی کتاب کے نزول کی حالت کو پہلی حالت سے ممتاز کر دیا جائے اور اس عدد سے موسیٰ علیہ السلام میں بھی خاص کیفیت پیدا ہو جائے۔ اور اسی وجہ سے چالیس کے عدد کو کئی چیزوں میں معتبر سمجھا گیا اور مؤثر قرار دیا گیا ہے، چنانچہ:

---

[1] یہ سورۂ سجدہ کی سولھویں اور سترھویں آیات ہیں، اور دونوں آیتیں مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ(۱۶) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ. جَزَآءً ۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۷)

ترجمہ: ''ان (مؤمن بندوں کے) پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، یہ لوگ اپنے رب کو امید اور خوف سے پکارتے ہیں، اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں، سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں موجود ہے، یہ اُن کو اُن کے اعمال کا صلہ ملا ہے''

(۱)......حمل ماں کے رحم میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں پھر چالیس دن تک علقہ (بستہ خون) کی شکل میں پھر چالیس روز تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے اور اس کے بعد چالیس دن تک ہڈیوں کی شکل میں رہتا ہے؛ اور اس طرح ہر چالیس دن کے بعد اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

جیسا کہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً ثُمَّ یَکُوْنَ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِکَ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: ’’بے شک تم میں سے ہر ایک کی (ابتدائی) پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دِن میں جمع کی جاتی ہے، پھر چالیس ہی دن میں وہ جما ہوا خون ہوتا ہے، پھر چالیس ہی دن میں وہ گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے‘‘ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ النُّطْفَةَ تَکُوْنُ فِی الرَّحِمِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا عَلٰی حَالِهَا لَا تُغَیَّرُ فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعُوْنَ صَارَتْ عَلَقَةً ثُمَّ مُضْغَةً کَذٰلِکَ ثُمَّ عِظَامًا کَذٰلِکَ (مسند احمد)

ترجمہ: ’’بے شک نطفہ (ماں کے) رحم میں چالیس دِن تک اپنی حالت پر رہتا ہے، اُس میں تبدیلی نہیں ہوتی، پس جب چالیس دن گزر جاتے ہیں تو وہ جما ہوا خون ہو جاتا ہے، پھر چالیس ہی دن میں وہ گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے، پھر چالیس ہی دن میں وہ ہڈیاں ہو جاتا ہے‘‘

(۲)......ایک حدیث میں ہے:

مَنْ صَلّٰی لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَةٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَةَ الْاُوْلٰی کُتِبَتْ لَهٗ بَرَائَتَانِ، بَرَاءَ ةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَ ةٌ مِّنَ النِّفَاقِ (ترمذی) [۱]

ترجمہ: ’’جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے چالیس دن با جماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز

---

[۱] وفی روایة: تَمَامُ الرِّبَاطِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَمَنْ رَابَطَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا لَمْ یَبِعْ وَلَمْ یَشْتَرِ وَلَمْ یُحْدِثْ حَدَثًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبٍ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (معجم کبیر للطبرانی)

(تمام الرباط) أی المرابطة یعنی مرابطة النفس بالاقامة علی مجاهدتها لتستبدل أخلاقها الردیة بالحمیدة .... (أربعین یوما) لأنها مدة یصیر المداومة فیها علی الشئ خلقا کالخلق الأصلی الغریزی (ومن رابط أربعین یوما لم یبع ولم یشتر ولم یحدث حدثا) أی لم یفعل شیئا من الأمور الدنیویة الغیر الضروریة والحاجیة أو غلق الباب وهجر الأصحاب وتجنب الأحباب (خرج من ذنوبه کیوم ولدت أمه) أی بغیر ذنب .... (طب عن أبی أمامة) قال الهیثمی: فیه أیوب بن مدرکة وهو متروک (فیض القدیر جلد۳ صفحه ۳۵۱)

Idara Ghufran

پڑھی، اس کے لیے دو نجاتیں لکھی جائیں گی، ایک نجات دوزخ سے اور دوسری نجات نفاق سے“

(۳)...... بچے کی ولادت کے بعد عورت کے نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر ہے۔

(۴)...... ناخن، مونچھوں، زیرِ ناف اور بغلوں کے بال کے کاٹنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر کی گئی ہے، اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائیں تو گناہ شروع ہو جاتا ہے (کمافی روایۃ الترمذی والنسائی)

(۵)...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”میری اُمت میں دجّال چالیس دن ٹھہرے گا، جس کا ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے عام دِنوں کے برابر ہوں گے“ (ترمذی)

(۶)...... ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

”جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی“ (مسند احمد)

(۷)...... شراب پینے والے کے بارے میں بھی چالیس دن کی ہی مذکور وعید احادیث میں آئی ہے۔

(۸)...... آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر چالیس دن تک کیا گیا۔

(۹)...... حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے۔

(۱۰)...... نبوت و رسالت پیغمبری اور بعثت کے لیے چالیس کا عدد خاص کیا گیا۔

(۱۱)...... علاوہ ازیں اصل عمر انسان کی چالیس سال ہے، اس کے بعد انحطاط اور زوال شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے: حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً (سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ: ”یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس برس کو“ (ترجمہ ختم)

(معارف القرآن ادریسی، بتغیر)

ادارہ غفران کی جدید مطبوعات

(۱)...... حضور ﷺ کا خواتین سے اہم خطاب **(۲)**...... موزوں اور جرابوں پر مسح کے احکام

(۳)...... ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا شرعی حکم **(۴)**...... فرض نماز کے بعد دعا کے شرعی احکام

(۵)...... ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام (اضافہ شدہ چوتھا ایڈیشن)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

جمعہ کا دن تمام دِنوں سے افضل اور دِنوں کا سردار ہے

ایک حدیث میں حضورﷺ نے جمعہ کے دن کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی:

اَفْضَلُ الْاَیَّامِ عِنْدَاللّٰہِ یَوْمُ الْجُمُعَةِ (الجامع الصغیر ج ۲ رقم حدیث ۱۲۴۲ بحوالہ بیھقی فی شعب الایمان عن ابی ھریرۃ، تصحیح السیوطی حسن ،و کنز العمال ج۷ ص ۷۰۷ رقم حدیث ۲۱۰۳۳ بحوالہ بیھقی)

ترجمہ: ''تمام دنوں میں سب سے افضل دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کا دن ہے'' (ترجمہ ختم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

سَیِّدُ الْاَیَّامِ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّایَوْمَ الْجُمُعَةِ (شعب الایمان بیھقی ، صحیح ابنِ خزیمہ)

ترجمہ: ''دِنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انہیں جنت سے زمین پر بھیجا گیا اور قیامت بھی جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی'' (ترجمہ ختم)

ہفتہ کے سات دنوں میں جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے خاص الطاف وعنایات کا دن ہے اسی لئے اس میں بڑے بڑے اہم واقعات اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوچکے ہیں اور آئندہ بھی واقع ہونے والے ہیں (معارف الحدیث ج۳ص ۳۷۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاَیَّامُ فَعُرِضَ عَلَیَّ فِیْهَا یَوْمُ الْجُمُعَةِ فَاِذَا هِیَ کَمِرْآةٍ بَیْضَاءِ وَاِذَا فِیْ وَسْطِهَا کَالنُّکْتَةِ السَّوْدَآءِ فَقُلْتُ مَاهٰذِهٖ؟ قِیْلَ السَّاعَةُ'' (کنزالعمال ج ۷ ص ۷۱۴ حدیث نمبر ۲۱۰۶۲ بحوالہ طبرانی فی الاوسط عن انس)(وزیادۃ الجامع الصغیر حرف العین حدیث نمبر ۲۲۰۲)

ترجمہ: ''مجھ پر تمام دن پیش کئے گئے پھر ان دنوں میں سے خصوصیت کے ساتھ جمعہ کا دن

سفید آئینہ کی شکل میں پیش کیا گیا جس کے بیچ (یعنی درمیان) میں ایک سیاہ نقطہ (کی طرح کا نشان) تھا، میں نے معلوم کیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ بتلایا گیا کہ یہ قیامت ہے'' (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی، اور جمعہ کے دن میں وہ سیاہ نقطہ اس دن میں قیامت قائم ہونے کی علامت ونشانی تھی۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن سفید آئینہ کی طرح چمکدار اور نورانی ہے، جو اس دن کے افضل ہونے کی علامت ہے۔

اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی، اور ان کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

جمعہ کے دن کی فضیلت دوسرے دنوں پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے اور یہی فضیلت کیا کچھ کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پوری ایک سورت ''سورۃ الجمعۃ'' کے نام سے نازل فرمائی ہے، جو اٹھائیسویں پارہ کا حصہ ہے اور یہ اس دن کے عظیم الشان اور مُبارک ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں جمعہ کے دن کو''شاہد کے دن'' سے بھی یاد کیا گیا ہے، اور قرآن مجید کی مندرجہ ذیل سورۂ بروج کی آیت میں شاہد سے مراد راجح تفسیر کے مطابق جمعہ کا دن ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (سورہ بروج پ ۳۰،آیت ۱تا۳)

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی جس میں بُرج ہیں اور اُس دن کی جس کا وعدہ ہے، اور اُس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اُس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں (ترجمہ ختم)

تشریح: ''یومِ موعود'' سے مراد قیامت کا دن اور''شاہد'' سے مراد جمعہ کا دن ہے اور''مشہود'' سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ [1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی، اول بُرجوں والے آسمان کی۔ پھر قیامت کے روز کی

[1] عرفہ کے دن کیونکہ حجاجِ کرام اپنے اپنے مقامات سے سفر کر کے عرفات میں جمع ہوتے ہیں، اس اعتبار سے وہ دن مشہود ومقصود ہے، اور جمعہ کے دن ہر جگہ والوں پر خود آتا ہے، اس اعتبار سے وہ شاہد ہے، شاہد کے معنیٰ حاضر ہونے والا اور مشہود جو حاضر کیا جائے (کذافی بیان القرآن)

الشاهد المذكور فی قوله تعالیٰ ''وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ'' هو يوم عرفة ای يشهد لمن حضر الموقف ويوم الجمعة ای يشهد لمن حضر صلاته والمشهود هو اليوم الموعود (فيض القدير جلد۴، حديث نمبر ۴۹۲۶)

پھر جمعہ اور عرفہ کے دنوں کی۔ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت پر اور قیامت کے دن کے حساب

کتاب اور جزا سزا پر دلیل ہیں اور جمعہ وعرفہ کے دن مومنوں کے لئے آخرت کا ذخیرہ جمع کرنے کے مبارک دن ہیں (معارف القرآن ج۸ص۷۱۲تا۷۱۳بتغیر)

اکثر روایات واحادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہد سے جمعہ کا دن مراد ہے اور مشہود سے عرفہ کا دن ہے اور یوم موعود سے قیامت کا دن مراد ہے۔ جمہور مفسرین نے اسی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے اگرچہ اس سلسلہ میں بعض دوسری تفسیریں بھی منقول ہیں (معارف القرآن ادریسی ج۸ص۴۲۰تا۴۲۱) ؎۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْاَیَّامِ عِنْدَاللّٰہِ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَھُوَ شَاھِدٌ وَالْمَشْھُوْدُ یَوْمُ عَرَفَۃَ وَالْیَوْمُ الْمَوْعُوْدُ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ (کنزالعمال ج۷ص۷۱۶رقم حدیث ۲۱۰۶۵بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: ''تمام دنوں میں سب سے افضل دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کا دن ہے، اور یہ دن ''شاہد'' ہے اور ''مشہود'' عرفہ کا دن ہے اور ''یومِ موعود'' قیامت کا دن ہے'' (ترجمہ ختم)

اور حق تعالیٰ کا دوسری چیزوں کے ساتھ جمعہ کے دن کی قسم کھانا اس کے اہم ہونے کی نشانی ہے۔ ؎۲

؎۱ وقال البغوی : الاکثرون علی ان الشاھدیوم الجمعة والمشھود یوم عرفة (ابن کثیر)
الیوم الموعود یوم القیامة والیوم المشھود عرفة والشاھدیوم الجمعة وماطلعت الشمس ولاغربت علی یوم افضل من فیه ساعة لایوافقھاعبدمسلم یدعواللہ بخیر الااستجاب اللہ له ولایستعید من شئی الااعاذہ اللہ منه (جامع صغیر ج ۲ رقم حدیث ۱۰۰۳۱ بحواله ترمذی ، بیھقی فی السنن عن ابی ھریرة تصحیح السیوطی ضعیف)(وروی المشکوٰة بحواله احمد و ترمذی وقال ھٰذا حدیث غریب لایعرف الامن حدیث موسی بن عبیدة وھو یضعف. قال الملا علی القاری رحمه اللہ ''اقول لکن یقویه احادیث آخر من المتقدم ذکرا وغیرھا (مرقاة المفاتیح ج ۳ ص ۲۳۹)

؎۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال الااخبرکم بافضل الملائکة؟ جبریل وافضل النبیین آدم ،وافضل الایام یوم الجمعة وافضل الشھور شھر رمضان وافضل اللیالی لیلة القدر وافضل النساء مریم بنت عمران (جامع صغیر ج ۳ رقم حدیث ۲۸۶۸ بحواله طبرانی فی الکبیر عن ابن عباس تصحیح السیوطی ضعیف مجمع الزوائد ج۲ رقم حدیث ۳۰۰۵)(ج۲ رقم ۴۷۷۶ و ج ۸ رقم ۱۳۷۵۱ قال الھیثمی فیه نافع بن ھرمز وابو ھرمز وھو ضعیف و قال فی موضع آخر متروک فیض القدیر للمناوی ج۳ رقم حدیث ۲۸۶۸ وقال ابن کثیر :وھٰذا اسناد ضعیف فان نافعا ابا ھرمز کذبه ابن معین وضعفه' احمد و ابوزرعة وابو حاتم و ابن حبان وغیرھم واللہ اعلم (البدایة والنھایة ج ۱ الواقعة قابیل وھابیل)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کیا میں تمہیں افضل ترین چیزیں نہ بتلادوں؟ فرشتوں میں افضل حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں اور انبیاء میں (باعتبار جدِ امجد ہونے کے) افضل حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور تمام دنوں میں افضل جمعہ کا دن اور مہینوں میں افضل رمضان کا مہینہ اور راتوں میں افضل شبِ قدر اور خواتین میں افضل حضرت مریم بنتِ عمران ہیں۔

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولوی طارق محمود

ماہِ ذی الحجہ: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۲ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن معدان بن عیسیٰ الحرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، حسن بن محمد بن اعین، خضر بن محمد بن شجاع، عتاب بن بشیر، قبیصہ اور یعقوب بن محمد الزہری رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، ابوبکر بن صدقہ، ابوعروبہ اور محمد بن مسیّب الارغیانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں(تہذیب التہذیب ج۹ ص ۴۱۱)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۲ھ**: میں حضرت ابویعقوب اسحاق بن بہلول بن حسان التنوخی الانباری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۱۶۴ھ میں ''انبار'' کے مقام پر ہوئی، آپ نے حدیث کی سماعت بہول بن اسحاق (یہ آپ کے والد ہیں) سفیان بن عیینہ، ابومعاویہ الضریر، یحییٰ بن سعید القطان، اسماعیل بن علیہ، وکیع بن جراح، شعیب بن حرب اور اسحاق الازرق رحمہم اللہ سے کی، ابراہیم الحربی، ابوبکر بن ابی الدنیا، جعفر الفریابی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابوعبداللہ المحاملی اور یوسف بن یعقوب بن اسحاق الازرق رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کی تصانیف فقہ، حدیث اور علمِ قرأت میں ہیں، ''انبار'' کے مقام میں وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۴۹۰، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۴)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۲ھ**: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن خذام بن منصور بن مہران الغبیری السقطی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، حبان بن اغلب بن تمیم الشعوذی، صفوان بن عیسیٰ الزہری، عمران بن زیاد القسملی، ابوسلمہ محمد بن عبداللہ بن زیاد الانصاری، محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ الانصاری اور نائل بن نجیح الحنفی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابن ماجہ، ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الکندی الصیرفی، ابراہیم بن مہدی الابلی، جعفر بن محمد بن صباح، حسین بن اسحاق التستری اور ابوعروبہ حسین بن محمد الحرانی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں(تہذیب الکمال ج ۳۱ ص ۲۹۱، تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۷۹)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۴ھ**: میں حضرت ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ القرشی المخذومی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۲۰۰ھ میں ہوئی، ابونعیم، قبیصہ، خلاد بن یحییٰ، مسلم بن ابراہیم اور قعنبی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، مسلم، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ اور ابوعوانہ رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ''میرے گھر میں ۵۰ سال کی لکھی ہوئی کتابیں

موجود ہیں اور جس دن سے میں نے ان کو لکھا ہے میں نے ان کو کبھی پڑھا نہیں، لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ کون سا مسئلہ کس صفحے کی کس سطر میں ہے'' ''رےّ'' کے مقام پر وفات ہوئی (طبقات الحفاظ ج ا ص ۴۹)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۵ھ**: میں حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن ہاشم بن حیان الطّوسی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، سفیان بن عیینۃ، وکیع، خالد بن حارث، یحییٰ بن سعید القطان، ابو معاویہ، عبداللہ بن نمیر اور عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، مسلم، ابراہیم بن ابوطالب، ابوبکر بن خزیمہ، ابوبکر بن داؤد، حسین بن محمد القبانی، احمد بن سلمۃ، مکی بن عبدان اور ابوحامد بن الشرقی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۲۹)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۵ھ**: میں حضرت ابو عامر موسیٰ بن عامر بن عمارۃ بن حزیم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابو عامر بن ابو الهیذام الدمشقی کے نام سے مشہور تھے، عراک بن خالد بن یزید المری، ابراہیم بن عبدالحمید بن ذی حمایۃ، عمر بن عبدالواحد، ولید بن مسلم، ابن عیینۃ اور ابوحمزۃ رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوداؤد، نسائی، ابراہیم بن دحیم، ابوالجہم المشعرانی، اسماعیل بن قیراط، ابوبکر بن راشد بن معدان اور ابوبکر بن ابوداؤد رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (تهذيب التهذيب ج ۱۰ ص ۳۱۴)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۶ھ**: میں حضرت ابو محمد ربیع بن سلیمان بن داؤد الجنیری الازدی الاعرج رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابن وھب، عبداللہ بن عبدالحکم، شافعی، ابوالاسود نضر بن عبدالحمید اور عبداللہ بن یوسف التنیسی رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی داؤد، طحاوی اور ابوبکر الباغندی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (تهذيب التهذيب ج ۳ ص ۲۱۲)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۷ھ**: میں حضرت ابوعلی حسن بن عرفہ بن یزید البغدادی المؤدب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی، ہشیم بن بشیر، اسماعیل بن عیاش، ابراہیم بن ابو یحییٰ، خلف بن خلیفہ، مبارک بن سعید، عبداللہ بن مبارک، زیاد البطائی، عباد بن عباد المهلبی، عبدالسلام بن حرب اور جریر بن عبدالحمید رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد، ابویعلیٰ، قاسم المطرز، ابن صاعد، محاملی اور ابن مخلد رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، آپ کی ۱۱۰ اولادیں تھیں، عراق کے مشہور شہر ''سامراء'' میں وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۵۵۱)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۷ھ**: میں حضرت ابوداؤد سلیمان بن معبد بن کوسجان النحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، عبدالرزاق، نضر بن شمیل، اصمعی، حسین بن حفص الاصبهانی، جعفر بن عون، عمرو بن عاصم اور محمد بن خالد بن عثمہ رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، مسلم، ترمذی، نسائی، ابراہیم بن جنید ختلی، ابوحاتم اور محمد بن عبداللہ

الحضرمی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ بڑے اونچے مرتبہ کے شاعر اور ادیب تھے (تہذیب التہذیب ج۴ص ۱۹۳)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۷ھ**: میں حضرت ابوصالح احمد بن منصور بن راشد الحنظلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی آپ ''بزاج'' کے لقب سے مشہور تھے، اور نضر بن شمیل رحمہ اللہ کے ساتھی شمار ہوتے تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: احمد بن الخراسانی، حسین بن علی الجعفی، روح بن عبادہ، سلمۃ بن سلیمان المروزی اور عبداللہ بن عثمان عبدان رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: امام مسلم، ابراہیم بن ابوطالب نیشاپوری، ابوالحسن احمد بن حسین بن اسحاق الصوفی الصغیر، احمد بن محمد بن یزید الزعفرانی اور اسماعیل بن العباس الوراق (تہذیب الکمال ج۱ ص ۴۹۲)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۸ھ**: میں حضرت ابویعقوب اسحاق بن اسماعیل بن العلاء بن عبدالاعلیٰ بن عبدالحمید الایلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، خالد بن نزار، سفیان بن عیینۃ، سلام بن روح الایلی، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری اور عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، نسائی، ابن ماجہ، ابوالحریش احمد بن عیسیٰ الکلابی، عبداللہ بن محمد بن سلیم المقدسی، عبدالجبار بن احمد سمرقندی اور عبیداللہ بن احمد بن الصنام الرملی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ''ایلہ'' کے مقام پر وفات ہوئی (تہذیب الکمال ج۲ ص ۴۰۹)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۵۹ھ**: میں حضرت محمد بن یحییٰ بن موسیٰ الاسفراینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ''حیویہ'' کے لقب سے مشہور تھے، ابوالنضر، سعید بن عامر، عبیداللہ بن موسیٰ، ابوعاصم اور ابومسہر رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابن خزیمہ، ابوالعباس السراج، ابوعوانہ اور محمد بن محمد بن رجاء رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۳۶۰)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۶۰ھ**: میں حضرت ابوالفضل عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ''سامراء'' میں رہتے تھے، سعد بن ابراہیم (یہ آپ کے والد ہیں) یعقوب (یہ آپ کے چچا ہیں) ابراہیم بن سعد (یہ آپ کے بھائی ہیں) یونس بن محمد، ابوالجواب، روح بن عبادۃ اور یزید بن ہارون رحمہ اللہ آپ کے استاد ہیں، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ابی عاصم، احمد بن یحییٰ بن زہیر، ابنِ خزیمہ اور علی بن جنید الرازی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ دومرتبہ اصبہان کے قاضی بنائے گئے (تہذیب التہذیب ج۷ص ۱۵)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۶۱ھ**: میں حضرت ابومحمد حسن بن محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کا شمار سخی علماء میں ہوتا تھا، اور سخاوت میں آپ کی مثال پیش کی جاتی تھی (سیر اعلام

النبلاء ج ۱۲ ص ۵۱۸)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۶۶ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن شجاع البغدادی الشلجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ اپنے وقت میں فقہ کے ایک بڑے امام شمار ہوتے تھے، اور فقہ میں آپ کی رائے کو بڑا مقام حاصل تھا، حسن بن زیاد الوٗلوٗی رحمہ اللہ کے ساتھی تھے، اسماعیل بن علیہ، حسن بن زیاد اللوٗلوٗی، ابواسامہ حماد بن اسامہ، عبیداللہ بن موسیٰ اور محمد بن عمر الواقدی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، احمد بن حسن بن صالح البغدادی، عبداللہ بن احمد بن ثابت البزاز، عبدالوھاب بن عیسیٰ بن ابوحیۃ، محمد بن ابراہیم بن جیش البغوی اور ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الہروی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے گھر میں دفن کرنا کیونکہ اس گھر کا کوئی حصہ نہیں جہاں پر میں نے قرآن مجید ختم نہ کیا ہو، البتہ احادیث کی سند کے سلسلہ میں ان پر محدثین نے جرح کی ہے، عصر کی نماز کی دوران سجدہ کی حالت میں وفات ہوئی (تھذیب الکمال ۲۵ ص ۳۶۵، تہذیب التھذیب ج۹ ص ۱۹۵)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۶۸ھ**: میں حضرت ابوجعفر محمد بن عبید بن یزید بن ابراہیم الشیبانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، خضر بن محمد بن شجاع الجزری، عبیداللہ بن یزید بن ابراہیم الشیبانی (یہ آپ کے والد ہیں) عثمان بن عبدالرحمٰن الطرائفی، ابونعیم فضل بن دکین اور محمد بن سلیمان بن ابوداوٗد الحرانی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، نسائی، ابراہیم بن محمد بن حسن بن متویہ الاصبہانی، احمد بن محمد بن صدقہ البغدادی، احمد بن ھارون بن روح البردیجی اور ابوعروبہ حسین بن محمد بن مودود الحرانی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں ''حران'' کے مقام پر وفات ہوئی (تھذیب الکمال ج۲۶ ص ۵۰)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۷۰ھ**: میں حضرت ابوبکرۃ بکار بن قتیبہ بن اسد بن عبیداللہ بن بشیر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ایک بڑے فقیہ اور مصر کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے، ۱۸۲ھ میں بصرہ کے مقام پر ولادت ہوئی، ابوداوٗد الطیالسی، روح بن عبادہ، عبداللہ بن بکر السھمی، ابوعاصم، وہب بن جریر اور سعید بن عامر الضبعی رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، ابوعوانہ، ابنِ خزیمہ، عبداللہ بن عتاب الزفتی، یحیٰ بن صاعد، ابن جوصا، ابوجعفر الطحاوی، ابن زیاد نیشاپوری، ابنِ ابی حاتم اور محمد بن میسّب الارغیانی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ابنِ خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بکار کثرت سے قرآن مجید کے تلاوت کرنے والے، اور کثرت سے رونے والے تھے، آپ کی قبر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں پر اگر دعا کی جائے تو وہ دعا قبول ہوتی ہے'' (سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۶۰۳)

☐……ماہِ ذی الحجہ ۲۷۰ھ: میں حضرت ابو البختری عبداللہ بن محمد بن شاکر العنبری البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: ابواسامہ، محمد بن بشر العبدی، حسین بن علی الجعفی اور یحیٰی بن آدم رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: قاضی محاملی، عبدالرحمٰن بن ابوحاتم، محمد بن مخلد، ابوجعفر بن البختری، اسماعیل الصفار اور ابوبکر بن مجاہد رحمہم اللہ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۴)

☐……ماہِ ذی الحجہ ۲۷۳ھ: میں حضرت ابومحمد جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، حسین بن محمد المروزی، ابونعیم، قبیصۃ بن عقبہ، عفان بن مسلم، ابوغسان النہدی، معاویہ بن عمرو اور سریج بن نعمان رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، موسیٰ بن ھارون، ابن صاعد، ابوجعفر بن البختری، اسماعیل بن الصفار، ابوبکر النجاد، عثمان بن السماک، ابن نجیح، ابوبکر الشافعی اور محمد بن جعفر الانباری رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ابوالحسین بن منادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”آپ عابد، زاہد اور بڑی فضیلت والے تھے، اور حدیث میں آپ سے بہت سے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا کیونکہ آپ حدیث کے معاملہ میں ثقہ شمار ہوتے تھے“ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۹۵)

☐……ماہِ ذی الحجہ ۲۷۴ھ: میں حضرت خلف بن محمد بن عیسیٰ الخشاب القافلانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ”کردوس“ کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: ابومنصور حارث بن منصور الواسطی الزاہد، حنیفہ بن حبیب الواسطی، خلف بن موسیٰ بن خلف العمی، روح بن عبادۃ، سعید بن یحیٰی بن الازہر الواسطی، سلم بن سلام الواسطی اور عبدالکریم بن روح رحمہم اللہ، ابن ماجہ، ابوالحسین احمد بن عمیر بن یوسف بن جوصا الدمشقی، ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد الاعرابی، اسلام بن سہل الواسطی اور اسماعیل بن عباس الوراق رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ”واسط“ کے مقام پر وفات ہوئی (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۲۹۵، تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۳۳)

☐……ماہِ ذی الحجہ ۲۷۶ھ: میں حضرت ابوعمرو احمد بن حازم بن محمد بن یونس بن قیس بن ابی غزرۃ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ”ابن ابی غزرۃ“ کے نام سے مشہور تھے، جعفر بن عون، یعلیٰ بن عبید، عبیداللہ بن موسیٰ، اسماعیل بن ابان، عفان اور احمد بن یونس رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، مطین، ابن دحیم الشیبانی، ابراھیم بن عبداللہ بن ابوالعزائم اور ابوالعباس بن عقدۃ رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۲۴۰، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۵۲، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۴)

☐……ماہِ ذی الحجہ ۲۷۹ھ: میں حضرت ابومحمد جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، عمرو بن حماد بن طلحہ، ابونعیم، ابوغسان النہدی، حبان بن موسیٰ، سعدویہ اور معاویہ بن عمرو الازدی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، عبداللہ بن احمد، موسیٰ بن ھارون، ابراھیم بن علی بن علی الھجیمی، محاملی اور ابن

صاعد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ۹۰ سال کی عمر میں وفات ہوئی (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۸۷)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۰ھ:** میں حضرت ابوعمر ہلال بن علاء بن ہلال بن عمر بن ہلال بن ابی عطیۃ الباہلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ احمد بن العلاء رحمہ اللہ کے بھائی تھے، اسحاق بن ضیف، حجاج بن محمد المصیصی، حجاج بن منہال، حسین بن عیاش الباجدائی، خضر بن محمد بن شجاع الجزری، سعد بن سلیمان الواسطی اور سعید بن عبدالملک بن واقد الحرانی رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، نسائی، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابوبکر احمد بن سلیمان النجاد، ابوعروبۃ حسین محمد الحرانی، حفص بن عمر بن الصباح الرقی، خثیمہ بن سلیمان الاطرابلسی اور سلمۃ بن نجم البخاری رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی ''رقۃ'' کے مقام پر وفات ہوئی (تہذیب الکمال ج ۳۰ ص ۳۴۸)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۰ھ:** میں حضرت احمد بن عبیداللہ بن ادریس الضبی النرسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابوبدر شجاع بن الولید، یزید بن ھارون، روح بن عبادۃ، یحییٰ بن ابی بکیر اور شبابہ بن سوار رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، ابن صاعد، عثمان بن سماک، مکرم بن احمد القاضی، احمد بن کامل اور ابوبکر الشافعی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۲۴۱)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۰ھ:** میں حضرت ابوسعید عثمان بن سعید بن خالد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابوالیمان، یحییٰ بن صالح الوحاظی، سعید بن ابی مریم، مسلم بن ابراہیم، عبدالغفار بن داؤد الحرانی، سلیمان بن حرب، ابوسلمۃ التبوذکی اور نعیم بن حماد رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، محمد بن ابراہیم الصرام، مؤمل بن حسین، احمد بن محمد الازہر، محمد بن اسحاق الہروی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، ابوالفضل یعقوب بن اسحاق القراب فرماتے ہیں ''ہم نے عثمان بن سعید جیسی شخصیت کبھی نہیں دیکھی، آپ نے ابن الاعرابی سے علمِ ادب، ابویعقوب البیوطی سے فقہ اور ابن معین اور ابن المدینی جیسی شخصیات سے علمِ حدیث حاصل کیا، اور ان علوم میں بڑی مہارت حاصل کی'' آپ کی مشہور کتاب سنن دارمی ۲ جلدوں میں احادیث کا ایک مستند مجموعہ سمجھا جاتا ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۲۵، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۵۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۲۲)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۰ھ:** میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ البرتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابونعیم، ابوعمر الحوضی اور ابوالولید الطیاسی رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، ابن صاعد، اسماعیل الصفار، ابن البختری اور ابوبکر النجاد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ بغداد کے قاضی

بھی رہے ہیں، اور آپ کی نیکی اور عبادت کی مثال دی جاتی تھی (تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۵۹۷)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۱ھ**: میں حضرت ابوعمرو عثمان بن عبداللہ بن محمد بن خرزاذ الطبری المعروف عثمان بن خرزاذ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ نطاکیہ میں رہتے تھے، عفان بن مسلم، قرۃ بن حبیب، عمرو بن مرزوق، عمرو بن خالد الحرانی، ابوالولید الطیالسی، سعید بن منصور، عبدالسلام بن مطہر، موسیٰ بن اسماعیل، یحییٰ بن بکیر اور یحییٰ الیمانی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، نسائی، ابوحاتم الرازی، ابوعوانۃ، محمد بن المنذر، حاجب بن ارکین، ابوالحسن بن جوصا علی بن حسن بن عبدالبصری اور محمد بن اسماعیل الفارسی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۸۱، تہذیب التہذیب ج۷ ص ۱۲۱، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۲۴)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۲ھ**: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ بن الازہر البرتی البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: ابونعیم، قعنبی، عفان، عصام بن علی، ابوالولید الطیالسی، مسلم بن ابراہیم، ابوسلمۃ سلیمان بن حرب، ابوحذیفہ النہدی، ابوعمر الحوضی اور ابوحذیفہ رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: ابومحمد بن صاعد، ابن مخلد، اسماعیل الصفار النحوی، ابوسہل بن زیاد اور ابوبکر النجاد رحمہم اللہ، ۲۴۹ھ میں آپ ابوہشام الرفاعی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بغداد کے قاضی مقرر ہوئے، آپ سے مروی ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ۲۵ گنا بہتر ہے (ترمذی)'' (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۰۹)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۲ھ**: میں حضرت ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم الازدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد کے قاضی تھے اور کئی کتابوں کے مصنف تھے، ۱۹۹ھ میں ولادت ہوئی، محمد بن عبداللہ انصاری، مسلم بن ابراہیم، قعنبی، عبداللہ بن رجاء العذالی، حجاج بن المنہال اسماعیل بن ابی اویس، سلیمان بن حرب، عارم اور یحییٰ الحمانی رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، آپ نے علمِ فقہ امام احمد المعذل سے اور علمِ حدیث علی بن المدینی رحمہما اللہ سے حاصل کیا، ابوالقاسم البغوی، ابن صاعد، النجاد، ابوسہل بن زیاد، ابوبکر الشافعی، حسن بن محمد بن کیسانی اور ابوبحر محمد بن حسین البربھاری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام مالک کے مسلک کو عراق میں رائج کیا، آپ کی ایک کتاب ''احکام القرآن'' ہے جس کی نظیر نہیں ملتی، معانی القرآن اور علمِ قرأت میں بھی ایک ایک کتاب موجود ہے، قاضی یوسف فرماتے ہیں ''خلیفہ معتضد باللہ نے اپنے وزیر کو ان دو بزرگوں اسماعیل بن اسحاق اور موسیٰ بن اسحاق سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کی کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں اگر اللہ

تعالیٰ اہلِ زمین کو عذاب دینا چاہیں تو یہ دونوں بزرگ اگر دعا کریں تو وہ عذاب رک جائے گا'' آپ ۲۲ سال تک بغداد کے قاضی رہے، اچانک آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۳، ص ۳۴۱)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۵ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن بشیر البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابراہیم الحربی کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۱۹۸ھ میں ہوئی، ھوذۃ بن خلیفہ، عفان بن مسلم، ابونعیم، عمرو بن مرزوق، عبداللہ بن صالح العجلی، ابوعمر الحوضی، عمر بن حفص، عاصم بن علی، مسدد بن مسرھد اور موسیٰ بن اسماعیل المنقری رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، ابومحمد بن صاعد، ابوعمر بن سماک، ابوبکر النجاد، ابوبکر الشافعی، عمر بن جعفر الختلی، ابوبکر احمد بن جعفر القطیعی اور سلیمان بن اسحاق الجلاب رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ایک مرتبہ جب آپ اسماعیل قاضی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوعمر محمد بن یوسف القاضی نے جلدی سے آپ کی جوتیاں اٹھالیں اوران سے گرد وغبار کو صاف کیا، تو ابراہیم الحربی رحمہ اللہ نے ابوعمر کو دعا دی کہ ''اللہ تعالیٰ تجھ کو دنیاوآخرت میں عزت دے'' جب ابوعمر کی وفات ہوئی تو ابوعمر کو کسی نے خواب میں دیکھا اوران سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ توانہوں نے جواب دیا مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک نیک آدمی کی دعا کی بدولت دنیاوآخرت میں عزت دی'' ابراہیم الحربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کو حضور ﷺ کی کوئی سنت معلوم ہو اس کو چاہئے کہ اس کو مضبوطی سے پکڑلے (یعنی اس پر عمل کرے) بغداد میں وفات ہوئی اور یوسف قاضی نے نمازِ جنازہ پڑھائی (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۸۱، طبقات الحفاظ ج۱ ص ۱۲۱، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۲۲۴)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۸۹ھ**: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن عمیر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوزکریا الکنانی کے نام سے مشہور تھے، اور مالکی مسلک کے شیخ شمار ہوتے تھے، یحییٰ بن بکیر، حرملہ، ابن رمح، ابومصعب، ابوزکریا الحضری اور عون بن یوسف رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، سعید بن عثمان الاعناقی، ابراہیم بن نصر، محمد بن مسرور، قمود بن مسلم القابسی، عبداللہ بن محمد القرباط رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کو افریقہ کے علاقے میں بڑی شہرت حاصل تھی (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۶۳)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۰ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید بن عبدالرحمٰن بن موسیٰ العبدی البوشنجی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ اپنے زمانے میں نیشاپور میں علمِ حدیث کے شیخ شمار ہوتے تھے، ۲۰۱ھ میں ولادت ہوئی، یحییٰ بن بکیر، روح بن صلاح، یوسف بن عدی، محمد بن سنان العوقی، مسدد، اسماعیل بن ابی اویس، سعید بن منصور اور احمد بن عبداللہ بن یونس رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی

سماعت کی، محمد بن اسحاق الصاغانی، محمد بن اسماعیل، ابوحامد بن الشرقی، ابن خزیمہ، ابوالعباس الدغولی اور ابوبکر بن اسحاق الصبغی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۸۹)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۰ھ:** میں حضرت حسن بن غلیب بن سعید بن مہران الازدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، حرملہ بن یحییٰ التجیبی، سعید بن حکم بن ابی مریم، سعید بن کثیر بن عفیر، سفیان بن بشر الکوفی، عمران بن ھارون الرملی اور مہدی بن جعفر الرملی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام نسائی، احمد بن ابراہیم بن محمد بن جامع السکری، ابوالعباس احمد بن الحسن بن اسحاق بن عتبہ الرازی، ابوجعفر احمد بن محمد بن جامع السکری، ابوالعباس احمد بن حسن بن اسحاق بن عتبہ الرازی، ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل بن النحاس المقریٔ اور ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، ۸۲ سال کی عمر میں وفات ہوئی (تھذیب الکمال ج۶ ص ۳۰۱، تھذیب التھذیب ج ۲ ص ۲۷۲)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۱ھ:** میں حضرت ابوعثمان سعید بن عیسیٰ بن تلید الرعینی المصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: مفضل بن فضالہ، ابن عیینۃ، ابن القاسم، ابن وہب اور شافعی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: علی بن عثمان النفیلی، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوحاتم اور مقدام بن عیسیٰ رحمہم اللہ (تھذیب التھذیب ج۴ ص ۶۴)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۲ھ:** میں حضرت ابوبکر احمد بن علی بن سعید بن ابراہیم المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ حمص کے قاضی تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: علی بن الجعد، ابونصر التمار، ابراہیم بن حجاج السامی، یحییٰ بن معین اور کامل بن طلحہ رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: نسائی، ابوعوانۃ، ابن جوصا، ابوعلی بن معروف، ابوالقاسم الطبرانی، ابواحمد بن الناصح اور احمد بن عبید الحمصی رحمہم اللہ (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۲۸)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۲ھ:** میں حضرت ابوسعد یحییٰ بن منصور بن حسن السلمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوسعد الھروی کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۲۱۵ھ میں ہوئی، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، ابومصعب، ابن راھویہ، ابن نمیر اور حبان بن موسیٰ رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، عبدالصمد الطستی، ابوبکر احمد بن خلف، محمد بن صالح بن ھانی، علی بن حمشاذ، احمد بن عیسیٰ الغیزانی اور ابوبکر الشافعی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۷۰)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۵ھ:** میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن معقل النسفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابواسحاق النسفی کے نام سے مشہور تھے، آپ مدینہ کے قاضی تھے، قتیبۃ بن سعید، جبارۃ بن مغلس، ہشام بن عمار، ابوکریب اور ﴿بقیہ صفحہ ۱۰۰ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Iqra Ghar.com

اصلاحی خطاب مفتی محمد رضوان

گناہوں کے نقصانات (دوسری وآخری قسط)

وہ خطاب جومولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم نے ''مؤرخہ ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ بروز جمعہ نمازِ جمعہ سے پہلے مسجد امیر معاویہ، کوہاٹی بازار راولپنڈی میں فرمایا، اس بیان کو مولانا طارق محمود صاحب نے نقل فرمایا..(ادارہ......)

گناہوں کے بے شمار نقصانات ہیں، جو انسان کو دنیا میں بھی بھگتنے پڑتے ہیں اور آخرت میں بھی۔

ایک مؤمن ہونے کی حیثیت سے تو ہمارے لیے اصل نقصان اور خسارہ آخرت کا ہی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اعمال کی اصلی جزا وسزا آخرت میں ہی ملے گی، کیونکہ وہ عالم دارُ الجزاء ہے، اور جس عالم میں ہم اس وقت موجود ہیں، یعنی دنیا، یہ دارُ العمل ہے۔

لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ نیک اور بُرے اعمال کے کچھ نہ کچھ اثرات کا انسان کو دنیا میں بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، اس موضوع پر بزرگوں نے مستقل مضامین لکھے ہیں کہ گناہوں سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں، مثلاً گناہ کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہوجاتا ہے، اور رحمت کے بجائے اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی اور برکت کے بجائے بے برکتی کا شکار ہوتا ہے، اور گناہوں کی وجہ سے دل ودماغ اور جسم کے اعضاء سب ہی نقصان پاتے ہیں، اور پھر گناہ دوسرے گناہوں کی طرف کھینچتا ہے۔

پہلا نقصان، رحمتوں، برکتوں اور نعمتوں سے محرومی

گناہ کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ جب انسان گناہ کرتا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں نازل ہونا بند ہوجاتی ہیں، اور گناہ گار بندہ ان سے محروم ہوجاتا ہے؛ چنانچہ گناہوں کی وجہ سے زندگی میں برکت ختم ہوجاتی ہے، عمر گھٹتی ہے، رزق میں بے برکتی پیدا ہوجاتی ہے اور گناہ گار کا رزق تنگ کردیا جاتا ہے، اور جس طرح عمر اور زندگی ایک نعمت ہے، اسی طرح حلال رزق بھی نعمت ہے، اس طرح گناہ کرنے سے ان نعمتوں سے محرومی بھی ہوتی ہے۔

اسی طرح گناہ کرنے والا شخص اللہ کی رحمت سے بھی محروم ہوجاتا ہے، کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور ناراضگی آتی ہے، اور غضب رحمت کی ضِد ہے۔

پھر جب بندہ گناہ کرتا ہے تو جس عضو سے بھی گناہ کرتا ہے، اس عضو کی نورانیت سلب کر لی جاتی ہے، اور اس عضو میں کمزوری پیدا ہوتی ہے، یہ بھی برکت سے محرومی ہے، اور اسی کے ساتھ یہ تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کا عطیہ، انعام اور نعمت ہیں، انسان ان اعضاء سے گناہ کر کے ان نعمتوں سے بھی محروم ہوجاتا ہے، کہ ان اعضاء سے پھر صحیح استفادہ نہیں کر پاتا، صحیح فائدہ نہیں اُٹھا پاتا۔

چنانچہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو وہ یا تو کان کے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے مثلاً غیبت سن رہا ہے، موسیقی سن رہا ہے، یا زبان کے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے، مثلاً یہ کہ کسی کی غیبت کر رہا ہے یا گالی گلوچ کر رہا ہے، یا کسی کی عزت کو پامال کر رہا ہے، یا جھوٹ بھول رہا ہے، یا دھوکہ دے رہا ہے، یا بہتان لگا رہا ہے، یہ گناہ ایسے ہیں کہ ان گناہوں کا تعلق زبان سے ہے، یا انسان ہاتھ سے گناہ کرتا ہے، مثلاً کسی پر ظلم کرتا ہے کسی پر زیادتی کرتا ہے، کسی کی چیز چوری کر لیتا ہے، کسی کا مال لوٹ لیتا ہے، کسی پر ڈاکہ ڈال لیتا ہے، کسی کو مار دیتا ہے، کسی کو قتل کر دیتا ہے، ناپ تول میں کمی کرتا ہے تو ان گناہوں کا تعلق ہاتھ سے ہے، یا گناہوں کا تعلق پیروں سے ہے کہ انسان گناہوں کی طرف چل کر جاتا ہے، گناہوں کے مواقع میں اور مجالس میں پہنچ جاتا ہے، تو ان گناہوں کا تعلق پیروں سے ہے، کچھ گناہ ایسے ہیں کہ ان گناہوں کا تعلق دل سے ہے، کہ انسان اپنے اختیار سے دل میں برے برے خیالات لاتا ہے، برائیوں کی تدبیریں بناتا ہے، کچھ گناہوں کا تعلق دماغ سے ہے کہ دماغ میں انسان بری بری تدبیریں تیار کرتا ہے، سازشیں تیار کرتا ہے۔ تو غرضیکہ جو گناہ بھی جس عضو سے کیا جائے، اس سے وہ عضو متأثر ہوتا ہے۔

پھر گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی احسان فراموشی بھی لازم آتی ہے، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں پر یہ فضل کیا کہ اس کو کانوں کی شکل میں، زبان کی شکل میں، ہاتھوں کی شکل میں پاؤں کی شکل میں، دل اور دماغ کی شکل میں، یہ تمام اعضاء بغیر کسی درخواست کے اور بغیر کسی استحقاق کے اور بغیر کسی بدلے کے عطاء فرما دیے ہیں اور ان اعضاء کو بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں استعمال کرتا ہے، تو اس سے احسان فراموشی لازم آتی ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی انسان دوسرے کو مال دولت دیتا ہے، اس کا تعاون، اور مدد کرتا ہے، اور لینے والا اس مال کو دینے والے کی منشاء کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے، دینے والا اور

عطا کرنے والا مال دیتا ہے اور یہ اس مال کو اس دینے والے ہی کی نافرمانی میں اور اس کی ایذاء رسانی کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے، تو جس طرح سے دنیا کے اندر یہ احسان فراموشی ہے، اور یہ اس محسن کے ساتھ زیادتی ہے، تو اس سے بڑی احسان فراموشی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، کہ بندے کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم اعضاء اور یہ بڑی بڑی نعمتیں عطاء فرمادیں، کہ جن کا بدل پوری دنیا کا مال دولت اور پوری دنیا کا ذخیرہ نہیں بن سکتا؛ مگر اس کے باوجود یہ ان اعضاء کو دینے والے کی ناراضگی کے کاموں میں استعمال کرتا ہے۔

اگر انسان کے پاس آنکھوں کی نعمت نہ رہے اور وہ یہ چاہے کہ مجھے آنکھوں کی نعمت مل جائے، روشنی میری واپس آجائے، چاہے ساری دنیا کی دولت میرے پاس سے چلی جائے، لیکن اللہ کا حکم نہ ہو تو ساری دنیا کی مال ودولت خرچ کر کے بھی روشنی کو حاصل نہیں کیا جا سکتا، اسی طریقے سے اگر انسان کی قوتِ سماعت جاتی رہے، اور وہ قوتِ سماعت کو واپس لوٹانا چاہتا ہو، اس نعمت سے مستفید ہونا چاہتا ہو، اور وہ یہ چاہے کہ ساری دنیا کی مال ودولت اس سے چلی جائے، لیکن یہ کانوں کی نعمت حاصل ہو جائے، مگر اللہ کا حکم نہ ہو تو سارا مال ودولت خرچ کر کے پھر بھی یہ نعمت حاصل نہیں ہو سکتی، تو معلوم ہوا کہ یہ ایک ایک عضو جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انسان کو دیا گیا ہے، یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کا بدل اور متبادل پوری دنیا کی مال ودولت نہیں ہو سکتی، تو پھر ان اعضاء کو بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں استعمال کرے، تو اس سے احسان فراموشی لازم آتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان انعامات اور ان نعمتوں میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے، جیسے کہ کوئی انسان کسی غریب کو مال دولت دیتا ہے اور تعاون کرتا ہے، لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ مال دولت تو اس نے میرے ہی خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا ہے، تو وہ پھر رفتہ رفتہ اپنے اس تعاون اور مدد کو ختم کر دیتا ہے، اور اس سے اپنے ہاتھ کو کھینچ لیتا ہے، یہی حال اللہ تبارک وتعالیٰ اور بندے کا ہے، کہ جب بندہ ان اعضاء یا دوسری نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان نعمتوں میں کمی لانا شروع کر دیتے ہیں، پھر ان اعضاء سے انسان پوری طرح، صحیح صحیح فائدہ اٹھانے سے آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ اس طرح سے کہ اسے محسوس بھی نہیں ہوتا کہ میرے گناہوں کی وجہ سے ان نعمتوں میں کمی آرہی ہے، اور اس طرح سے وہ نعمتوں سے فائدہ اٹھانے سے وہ محروم ہوتا چلا جاتا ہے، اور اللہ والوں کو بے شمار ایسے مشاہدات اور مکاشفات ہوئے ہیں، کہ

آج کل جو کثرت سے بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، اور بُڑھاپے بلکہ جوانی سے پہلے ہی بُڑھاپے والی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، مثلاً بچپن ہی میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی آنکھوں کی بصارت کمزور ہورہی ہے، کانوں کی سماعت کمزور ہورہی ہے، جسمانی طاقت مضمحل ہوتی جارہی ہے، تو اس کی وجہ یہی گناہ ہیں، بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کا اثر اس کی آنے والی اولاد پر بھی پڑنا شروع ہوجاتا ہے، تو دیکھئے جب اس پر یہ اثرات پڑرہے ہیں جس نے خود یہ گناہ نہیں کیے، بلکہ ورثے میں ان گناہوں کی نحوست میں وہ مبتلا ہوا ہے، تو جو انسان خود گناہ کررہا ہے، تو اس کے اعضاء اور اس کے جو جسم کے حصے ہیں، ان کے اندر کس قسم کے اثرات پیدا ہورہے ہوں گے اس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔

دوسرا نقصان، دل پر زنگ لگنا

انسان کا دل اس کے تمام اعضاء کا بادشاہ ہے اور اس پر تمام اعضاء کی سلامتی کا مدار ہے، گناہ سے یہ دل بھی بُری طرح متأثر ہوتا ہے، اور ایک بڑا نقصان گناہوں کا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا یہ ہوتا ہے کہ انسان کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے، کہ جب بندہ ایک مرتبہ گناہ کرتا ہے، اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ اور سیاہ داغ لگ جاتا ہے، پھر اگر اس نے سچے دل سے توبہ کرلی، توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اس گناہ کو چھوڑ دیا، اور آئندہ اس گناہ سے بچنے کا پختہ عزم کرلیا، پختہ ارادہ کرلیا، اور اس گناہ پر دل میں شرمندگی پیدا ہوئی، تو اگر اس نے توبہ کرلی تو فبہا اور اگر توبہ نہیں کی تو وہ پہلے گناہ کی وجہ سے جو سیاہ نقطہ لگا تھا، وہ برقرار رہتا ہے، اور ایک اور سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اگر توبہ نہیں کرتا اور پھر گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے، تو پھر ایک اور سیاہ نقطہ دل پر لگ جاتا ہے، اس طرح سے جو شخص گناہ کا عادی ہوتا ہے، اور گناہ کرتا ہی رہتا ہے، گناہ روزمرہ اس کی زندگی کا معمول بن جاتا ہے تو اس کا دل پوری طرح سیاہی میں چھا جاتا ہے، جیسے ایک شخص کاروبار کرتا ہے اور ناپ تول میں کمی کرتا ہے، کوئی چیز بیچتا ہے تو ترازو کے اندر گڑبڑ کرتا ہے، روزمرہ ناپ تول کی کمی میں مبتلا ہے، کوئی چیز ناپ کر کے بیچتا ہے مثلاً دودھ بیچتا ہے، اس میں کوتاہی کرتا ہے، مثلاً اس نے اپنے پیمانے کے اندر کوئی ایسا نقص پیدا کرلیا ہے، جس کے نتیجے میں وہ چیز پوری پوری طرح سے ناپ کے مطابق اس پیمانے کے اندر نہیں آتی، یا اس کے اندر پانی وغیرہ کی ملاوٹ کر لیتا ہے، دھوکہ سے کام لیتا ہے، تو ایسی صورت میں یہ گناہ اس کے روزمرہ کا معمول بن چکا ہے، یہ گناہ اس

کی زندگی کی روٹین بن گئی ہے، تو دل پر سیاہ نقطے لگتے رہتے ہیں، ہر مرتبہ گناہ کرنے سے ایک نقطہ لگتا ہے، اور ظاہر ہے کہ دل چھوٹا سا ہے، جب اس پر بار بار گناہوں کے نقطے لگیں گے اور سیاہ داغ لگیں گے، تو ایک وقت وہ آئے گا جب پوری طرح سے دل سیاہ ہو جائے گا اور جب دل سیاہ ہو جاتا ہے تو پھر دل پوری طرح سے زنگ میں اَٹ جاتا ہے، جس طرح سے کسی لوہے پر زنگ لگ جائے، اور لگا ہی رہے اور زنگ میں اضافہ ہی ہوتا رہے، تو ایک وقت وہ آتا ہے کہ لوہا اپنی حقیقت کھو بیٹھتا ہے، اب وہ لوہا نہیں رہتا، اب وہ زنگ کا ڈھیر بن جاتا ہے، رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ گھل گھل کر وہ ختم ہوتا رہتا ہے، یہی حال انسان کے دل کا ہوتا ہے کہ جب گناہ کرتا رہتا ہے، اور چھوڑتا نہیں ہے، اور توبہ نہیں کرتا ہے تو پھر پوری طرح سے دل گناہوں کی لپیٹ میں آ جاتا ہے اور پوری طرح سے زنگ آلود ہو جاتا ہے، پھر اس مرحلہ پر پہنچ کر ھدایت کے راستے بند ہو جاتے ہیں، پھر انسان کے دل میں اچھی بات نہیں آتی، اور ظاہری اعتبار سے بھی دل کی مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جیسا کہ آج کل گھر گھر میں دل کی بیماریاں ہیں۔

تیسرا نقصان، عقل کا بگاڑ

گناہ کا ایک نقصان یہ ہے کہ اس سے انسان کی عقل خراب ہو جاتی ہے، عقل میں بگاڑ و فساد پیدا ہو جاتا ہے، عقل میں فتور آ جاتا ہے، عقل کے فتور اور بگاڑ ہی کی وجہ سے ایسے شخص کو اچھی چیز بری معلوم ہوتی ہے اور بری چیز اچھی معلوم ہوتی ہے، بلکہ غور کیا جائے تو گناہ کرنا بھی عقل کے بگاڑ کی دلیل ہے، کیونکہ جو شخص عقل مند ہوتا ہے، وہ دنیا کی عارضی زندگی کی خاطر آخرت کے اصلی اور دائمی نقصان اور خسارے کو نہیں خریدا کرتا؛ دیکھیے! شیطان نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اس کے نتیجے میں اس کی عقل کے اندر فتور پیدا ہو گیا، چنانچہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے حکم دیا، کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، اس نے سجدہ کرنے سے منع کر دیا، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہوا، اس کا اثر فوراً اس شکل میں ظاہر ہوا، کہ عقل میں بگاڑ پیدا ہو گیا، اللہ تعالیٰ کا اتنا فرمانبردار اور مطیع کہ ہر وقت عبادت میں لگا رہتا تھا لیکن اس نافرمانی کا نقصان یہ ہوا کہ اس کی عقل نے صحیح کام کرنا چھوڑ دیا، اور اس نے الٹے دلائل دینے شروع کئے، اس نے کہا کہ میں کیسے آدم کو سجدہ کر سکتا ہوں دراں حالیکہ آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو فضیلت حاصل ہے مٹی پر، اس لئے کہ آگ کے اندر اوپر جانے کی صلاحیت ہے کہ وہ جلتی ہے تو اس کے اثرات اوپر کو جاتے ہیں، آگ کی لپٹ اوپر کی طرف کو اٹھتی ہے اور مٹی ایسی چیز ہے کہ اس کو اگر

اوپر لے جا کر چھوڑ دیں تو بھی اوپر کی طرف نہیں جاتی، بلکہ نیچے کی طرف آتی ہے، تو اس دلیل سے معلوم ہوا کہ میں آدم سے افضل، اعلیٰ وارفع ہوں تو چاہیے تو یہ تھا، کہ آدم کو حکم دیا جاتا کہ وہ مجھے سجدہ کرے، اور الٹا مجھے حکم دیا جارہا ہے کہ میں آدم کو سجدہ کروں، یہ دلیل دی، حالانکہ یہ دلیل بالکل ناقص تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم آجانے کے بعد آگ اور مٹی کی اونچ نیچ کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی، جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا تو اس میں دیکھنا یہ چاہیے تھا کہ آدم بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور شیطان بھی اللہ کی مخلوق ہے، تو پیدا کرنے والی ذات جو خالق ہے حکم اس کا ہے، مخلوق کا حکم نہیں ہے، اور خالق اور اس کا حکم شیطان سے کہیں بڑا ہے، مگر نافرمانی کی وجہ سے شیطان کی عقل نے یہاں صحیح کام نہیں کیا اور عقل نے اُلٹے دلائل دینے شروع کر دیے، تو گناہ کا ایک بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کی انسان کی عقل کے اندر فتور آجاتا ہے اور اس کی مت ماری جاتی ہے، اس کی فکر اور سوچ اچھائی کی طرف نہیں چلتی، بلکہ برائی کی طرف چلتی ہے اور ایک طرح کی دماغ میں خباثت پیدا ہو جاتی ہے، جیسے مکھی کے اندر خباثت ہوتی ہے کہ مکھی جسم کا پورا صاف سُتھرا حصہ چھوڑ کر زخم والی، میلی کچیلی بری جگہ منتخب کرتی ہے، یہی حال ایک گناہ گار انسان کا ہو جاتا ہے کہ اس کے سامنے ہزاروں اچھے پہلو رکھ دیے جائیں، ہزاروں اچھی باتیں رکھ دی جائیں، لیکن وہ اچھی باتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اور ایک برائی اس کو مل جاتی ہے تو اس کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے، تو گناہ کا ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ انسان کی عقل میں فتور اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

اور عقل ہی انسان کو جانوروں اور دوسری مخلوقات سے ممتاز کرنے اور اشرفُ المخلوقات بنانے کا ذریعہ ہے، جب اس میں فساد آجاتا ہے تو پھر انسان اشرفُ المخلوقات سے نکل جاتا ہے، اور اپنی انسانیت کا شرف کھو بیٹھتا ہے، یہاں تک کہ چوپاؤں بلکہ اسفلُ السافلین میں چلا جاتا ہے۔ بقول شاعر ؎

عقل وایماں ہیں رفیقِ دائمی　　　آنی جانی اور سب چیزیں ہیں بس

چوتھا نقصان، ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب

پھر گناہوں کے اندر یہ نحوست بھی ہے کہ انسان نیکیوں سے بھاگتا ہے اور گناہوں کی طرف رغبت ہوتی ہے، اور ایک گناہ دوسرے گناہ کی طرف انسان کو کھینچ کر لاتا ہے، جب چاہے اس کا مشاہدہ اور تجربہ کر لیا جائے کہ جب انسان ایک گناہ کرتا ہے، تو اس سے دوسرے گناہ کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے، اور ایک مرتبہ اللہ کا حکم پورا کرتا ہے، تو اس اللہ کا حکم پورا کرنے کی وجہ سے دوسرا حکم پورا کرنے کا جذبہ اور شوق پیدا ہوتا ہے،

اور یہ قاعدہ ہے کہ ہر جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے، تو گناہ سے گناہ کا میلان ہوتا ہے، اور نیکی سے نیکی کا؛ لہٰذا گناہ کا ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا اور دوسرا تیسرے گناہ کا سبب بنتا ہے اور اسی طرح سلسلہ آگے چلتا رہتا ہے۔ اس طرح گناہوں کے اور بھی بہت سارے نقصانات ہیں۔

ہمارے معاشرے کی حالت

آج کل ہر طرف گناہوں کا دور دورہ ہے، ہمارے گھروں میں دیکھ لیا جائے، ہمارے بازاروں کو دیکھ لیا جائے، ہمارے دفتروں کو دیکھ لیا جائے، ہمارے معاشرے کا جو بھی پہلو لے لیا جائے، اور جو بھی حصہ لے لیا جائے، اس میں گناہ زیادہ ملیں گے اور نیکیاں کم ملیں گی، ایک زبان کا استعمال انسان دیکھ لے کہ صبح سے شام تک وہ زبان کو جو استعمال کرتا ہے، وہ کتنا نیکیوں میں استعمال کرتا ہے اور کتنا گناہوں میں استعمال کرتا ہے، تو یقیناً اگر وہ اپنا رات کے وقت میں محاسبہ کرے، اور حساب لے تو زیادہ تر ایسی چیزیں پائے گا جو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں داخل ہیں یا فضولیات میں داخل ہیں، اسی طریقے سے انسان اگر دیکھے کہ صبح سے شام تک میں نے دماغ سے جو کچھ سوچا ہے اور جو تدبیریں میں نے قائم کیں ہیں، جو اسکیمیں بنائی ہیں، وہ دنیا کی خاطر بنائی ہیں یا دین کی خاطر بنائی ہیں، تو نتیجتاً وہ اس پہلو کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگا، کہ صبح سے شام تک کہ میرے ذہن میں جو تدابیر آئی ہیں، اور جو اسکیمیں آئی ہیں، وہ زیادہ تر دنیا والی آئی ہیں کہ مال و دولت کس طرح سے حاصل ہو جائے، دنیا کس طرح سے بن جائے۔ اسی طرح اپنے ہر ہر عضو سے سرزَد ہونے والے اعمال کا جائزہ لیا جائے تو گناہوں کی کثرت نظر آئے گی۔

نیکیوں کا حساب اور گناہوں کا حساب نہیں

مگر اس کے باوجود بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اتنے وظائف پڑھ لئے ہیں، ہم نے آج اتنی تلاوت کر لی ہے، اتنی تسبیحات پڑھ لیں ہیں، اتنے نوافل پڑھ لئے ہیں، اس کا حساب لگاتے ہیں، لیکن ہمارے معاشرے میں جو گناہ عام ہو چکے ہیں، گھروں میں بھی ہو رہے ہیں، اور باہر بھی ہو رہے ہیں، بازار میں بھی ہو رہے ہیں، اور اوپر سے نیچے تک گناہوں میں لت پَت ہیں، بلکہ ہمارا روزانہ کا معمول اور عادت بن چکے ہیں، ان کا حساب نہیں لگاتے، کہ جتنی ترقی ان نوافل کے پڑھنے سے حاصل ہوئی تھی اور ذکر کرنے سے حاصل ہوئی تھی، اس سے زیادہ تنزلی ان گناہوں کی وجہ سے ہوگئی، حالانکہ بتلایا جا چکا کہ ایک شخص وہ جو کہ فرائض اور واجبات پر عمل کرتا ہے، لیکن نوافل زیادہ کثرت سے نہیں پڑھتا، تسبیحات اور

وظائف نہیں پڑھتا، اور دوسرا شخص وہ ہے جو نیکیاں بہت زیادہ کرتا ہے، لیکن ساتھ ساتھ گناہ بھی بہت زیادہ کرتا ہے، جو شخص فرائض اور واجبات پر عمل کر کے اس کے بعد نفلی عبادت کم کرتا اور گناہوں سے بچتا ہے ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک اور قریب وہ بندہ ہے کہ جس کی نیکیاں کم ہیں، لیکن گناہ بھی کم ہیں مگر وہ شخص جس کے گناہ زیادہ ہیں اور نیکیاں بھی زیادہ ہیں، وہ شخص اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب نہیں۔

نیک اعمال سواری اور گناہ راستہ کی رُکاوٹ ہیں

یاد رکھیے کہ یہ گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے راستے میں حائل ہیں، اور رکاوٹیں ہیں ان رکاوٹوں کو دور کر کے ہی انسان نیک اعمال کی سواری پر سفر کر کے آگے پہنچ سکتا ہے، سواری نہیں ہے تب بھی سفر نہیں کر سکتا، اور اگر سواری ہے لیکن راستے میں رکاوٹیں ہیں تب بھی سفر نہیں کر سکتا، البتہ راستہ اگر صاف ہے اور سواری اس کے پاس تیز نہیں ہے صرف فرائض اور واجبات کی سواری ہے، لیکن زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ انسان کے پاس نہیں ہے، مگر راستہ صاف ہے تو ایک نہ ایک وقت انسان منزل تک پہنچ ہی جاتا ہے، لیکن اگر انسان سواری کو بہت تیز کر لے، یعنی وظائف اور نوافل کثرت سے پڑھتا رہے، تسبیحات پڑھتا رہے، لیکن اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے میں جو رکاوٹیں ہیں گناہوں کی شکل میں ان کو نہ ہٹائے تو ایسی صورت میں تیز ترین سواری اسے منزل تک نہیں پہنچا سکتی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں اور نیکیوں کے تقاضے کے ساتھ گناہوں سے نفرت ہمارے دِلوں میں پیدا فرمائیں۔ آمین

علماء، مشائخ، ماہرینِ علومِ دینیہ اور اربابِ فقہ وفتاویٰ کے لئے خصوصی پیش کش

دینی مدارس، علمی مراکز، اور دینی وتحقیقی اداروں کے لئے مفید سلسلہ

ادارہ غفران ٹرسٹ راولپنڈی کے ترجمان ماہنامہ "التبلیغ" کا

علمی وتحقیقی سلسلہ 11

"المشکلاتُ الحاضرۃ فی الحُرمۃ المصاھرۃ"

شائع ہوگیا ہے

﴿خواہش مند حضرات ناظم ماہنامہ "التبلیغ" سے رجوع فرمائیں﴾

بسلسلہ: فقہی مسائل

مفتی محمد امجد حسین

پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط۹)

حیض کے احکام و مسائل

حیض کے معنیٰ ”بہنے کے ہیں“ کہا جاتا ہے،

”حاض الوادی، اذاجریٰ وسال“

(وادی میں پانی جاری ہوگیا اور بہہ پڑا)

فقہی اصطلاح میں حیض کی یہ تعریف کی گئی ہے:

”دَمٌ یَنفُضُہٗ رَحمُ اِمرَأَۃٍ بَالِغَۃٍ لا دَاءَ بِھَا وَلا حَبَلَ وَلَمْ تَبلُغ سِنَّ الْاِیَاسِ“ (مراقی)

(ایسا خون جو بالغہ عورت کے رحم سے جاری ہو ا بغیر کسی مرض کے اور وہ حاملہ بھی نہ ہو، نہ ہی آئسہ یعنی بڑھاپے کی مایوسی والی عمر تک پہنچی ہو)

بہشتی زیور میں حیض کی یوں تعریف لکھی ہے:

”ہر مہینہ میں جو آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں“ (حصہ دوم ص ۵۶)

حیض آنے کی عمر

نوسال (قمری) سے کم عمر میں حیض نہیں آسکتا، اور ۵۵ سال (قمری) کی عمر کے بعد بھی صرف اس صورت میں آنے والا خون حیض شمار ہوگا جب خوب سرخ یا سیاہ رنگ کا ہو، اگر زرد، سبز یا خاکی وغیرہ رنگ پچپن سال کے بعد آئے تو دیکھا جائے گا کہ اس عورت کو ۵۵ سال (قمری) کی عمر سے پہلے بھی اس رنگ کا حیض آتا رہا ہے یا نہیں، اگر ۵۵ سال (قمری) کی عمر سے پہلے سرخ و سیاہ رنگ کے علاوہ کسی رنگ میں حیض آتا رہا تو ۵۵ سال کے بعد بھی وہ رنگ حیض شمار ہوگا، ورنہ نہیں، پس ۵۵ سال (قمری) کی عمر کے بعد حیض شمار ہونے کی یہ تین صورتیں ہیں کہ یا تو خوب سرخ یا سیاہ رنگ کا خون آئے یا کسی اور رنگ میں آئے تو وہ رنگ ۵۵ سال کی عمر سے پہلے بھی اس عورت کے حیض کے خون کا رنگ تھا (هو الاصح)

اس کے علاوہ باقی صورتوں میں حیض شمار نہ ہوگا، بلکہ جو خون وغیرہ آئے وہ استحاضہ شمار ہوگا، اسی طرح نو سال سے کم عمر کی بچی کو خون آئے تو وہ بھی استحاضہ شمار ہوتا ہے، استحاضہ کے خون سے صرف وضو ٹوٹتا ہے،

غسل لازم نہیں ہوتا (جسم یا کپڑے پر اگر اس کا دھبہ لگے تو صرف وہ جگہ ناپاک ہوتی ہے) نماز، روزہ استحاضہ کے خون کی وجہ سے بالغہ عورت کو معاف یا مؤخر نہیں ہوتے، حسبِ معمول وضو کر کے، جسم پاک کر کے نماز پڑھتی اور روزہ رکھتی رہے گی (استحاضہ کی ان مذکورہ دو قسموں کے علاوہ اور بھی صورتیں ہیں جن کا ذکر آگے باری باری آئے گا)

یہ ملحوظ رہے کہ زمانی حسابات میں شرعاً قمری یعنی چاند کے مہینوں اور سالوں کا اعتبار ہے، اور چاند کے مہینوں کے اعتبار سے سال شمسی سال (جنوری فروری والا) سے لگ بھگ دس دن کم ہوتا ہے، نو سال میں یہ فرق ۹۰ دن اور ۵۵ سال میں تقریباً ۵۵۰ دن تک پہنچ جاتا ہے، اس لئے قمری تاریخ سے اپنی عمر کا حساب یاد رکھنا چاہئے۔ پس جو بچی شمسی سن کے اعتبار سے جس تاریخ کو نو سال کی ہوتی ہے تو قمری اعتبار سے اس کی عمر نو سال سے لگ بھگ تین مہینے اوپر ہو چکی ہوتی ہے اور ۵۵ سال میں تو یہ فرق ڈیڑھ سال سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے، اس کی رعایت نہ کرنے سے شرعی احکام پر عمل کرنے میں بڑی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ حیض کے ایام میں جب تک گدّی بالکل سفید نہ دکھلائی دے ہر رنگ، سیاہ، زرد، سبز، خاکی، گدلا، سب حیض ہیں، گدی پر جب بالکل داغ دھبہ نہ لگے تب پاکی ہوگی (حیض کے ایام میں کنواری لڑکی کو گدی یعنی کپڑا، روئی وغیرہ رکھنا مستحب ہے، اور جو کنواری نہ ہو اس کے لئے حیض کے ایام میں گدی رکھنا سنت اور پاکی کے دنوں میں مستحب ہے)

حیض کی مدت

حیض کی کم از کم مدت تین دن رات (۷۲ گھنٹے) ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن رات ہے (یعنی جس وقت حیض شروع ہوا تیسرے یا دسویں دن اسی وقت تک تین یا دس دن پورے ہونگے) تین دن رات (۷۲ گھنٹے) سے کم خون آئے تو استحاضہ کا خون کہلاتا ہے اور دس دن رات سے زیادہ جو خون آئے تو یہ اضافی عرصے کا خون بھی استحاضہ ہے، اسی طرح زمانہ حمل میں حاملہ کو جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے (استحاضہ کی ان سب مذکورہ صورتوں کے علاوہ بھی کچھ صورتیں ہیں جن کا آگے اپنے موقعہ پر ذکر آئے گا، حکم سب کا ایک ہی ہے)

اب آگے ایامِ حیض کے اصول و مسائل ذکر کرنے سے پہلے کچھ شرعی اصطلاحی الفاظ کی وضاحت ملاحظہ ہو تاکہ ایامِ حیض کی بعض پیچیدہ صورتوں کے احکام جو آگے آئیں گے، ان کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

حیض وطہر

شرعاً حیض تو عورتوں کو عموماً ماہ بماہ پیش آنے والی اسی ناپاکی کا نام ہے، جس کی اقل واکثر مدت اوپر ذکر ہو چکی، اور طہر اس کے مقابلے میں پاکی کی حالت کو کہتے ہیں یعنی جب عورت حیض سے خالی اور پاک ہوتی ہے، طہر کی کم سے کم مدت ۱۵ دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں (اس لئے ۱۵ دن سے زیادہ جتنا عرصہ خون نہ آئے تو پاک شمار ہوگی)

حیض اور طہر دونوں کی دو دو قسمیں ہیں:

(۱) حیضِ حقیقی (۲) حیضِ حکمی   (۱) طہرِ حقیقی (۲) طہرِ حکمی

حیضِ حقیقی یہ ہے کہ ایام بھی حیض کے ہوں اور حیض کا خون آ بھی رہا ہو، اور حیضِ حکمی یہ ہے کہ ایام تو حیض کے ہوں لیکن ایام میں سے بعض دنوں میں خون نہ آئے۔ طہرِ حقیقی یہ ہے کہ زمانہ بھی پاکی کا ہو اور خون بھی واقعی بند ہو، اور طہرِ حکمی یہ ہے کہ زمانہ تو پاکی کا ہو لیکن خون آ رہا ہو (ایامِ حیض نہ ہونے کی وجہ سے یہ خون استحاضہ کے حکم میں ہوتا ہے) اور معیاد کے اعتبار سے پھر طہر کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں، طہرِ تام یا مکمل اور طہرِ ناقص، طہرِ تام وہ ہے جو کم از کم ۱۵ دن ہو اور طہرِ ناقص وہ ہے جو ۱۵ دن سے کم ہو، پھر اگر اس طہرِ تام کے شروع یا درمیان یا آخر میں استحاضہ نہ ہو تو یہ طہرِ صحیح کہلاتا ہے ورنہ طہرِ فاسد کہلاتا ہے۔

طہرِ متخلل

دو حیضوں کے درمیان پاکی کا زمانہ کم از کم ۱۵ دن (یا اس سے زیادہ) ہو تو یہ دونوں الگ الگ حیض شمار ہونگے، ان دونوں حیضوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ ہوگا، اور یہ پاکی کا زمانہ طہرِ متخلل کہلائے گا، اور اگر پاکی کا زمانہ ۱۵ دن سے کم ہو خواہ ایک گھڑی ہی کم ہو تو یہ طہر ان دونوں حیضوں میں فاصل اور حائل نہ بنے گا بلکہ یوں سمجھیں گے کہ پہلے حیض سے دوسرے حیض تک مسلسل خون جاری رہا اب آگے جو حیض کے اصول ہیں اور حائضہ کی اقسام ہیں اس لحاظ سے پھر اس سارے عرصے (یعنی دونوں حیضوں اور درمیان میں ۱۵ دن سے کم حائل ہونے والا یہ طہر) کا جائزہ لیں گے کہ اس مجموعی مدت میں کتنے دن حیض کے ہیں اور کتنے دن استحاضہ کے خون یا پاکی کے اور یہ کہ حیض کے دنوں میں کتنے دن حیضِ حقیقی رہا کتنے دن حیضِ حکمی؟

یہیں پر حائضہ کی اقسام بھی جان لیں، حائضہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مبتدأہ (۲) معتادہ

مبتدأہ جس کو زندگی میں پہلی مرتبہ حیض آئے، معتادہ جس کو پہلے بھی حیض آچکا ہو یا آتا رہا ہو، یعنی بالغ ہونے کے بعد کوئی حیض اس کو آیا ہو خواہ طہرِ صحیح بھی اس پر گذرا ہو یا نہ گذرا ہو۔
بعض صورتوں میں ان دونوں کے احکام میں فرق ہو جاتا ہے، اس لئے یہ اقسام ملحوظ رہنے چاہئیں۔

معتادہ کی عادت بدلنا

معتادہ کی عادت (ایامِ حیض کے کم وبیش ہونے کے اعتبار سے) تبدیل ہونے کے لئے ایک مرتبہ خلافِ عادت حیض آنا کافی ہے، پس ہر آئندہ والے حیض کے لئے اس سے گذشتہ حیض والے ایام عادت شمار ہونگے (ہر آئندہ حیض کے لئے گذشتہ حیض کے ایام کا عادت اور معیار بننے کا فائدہ عملی طور پر آگے مسائل میں سمجھ آئے گا)

خواتین کو عادت یاد رکھنے کی اہمیت

مبتدأہ ہو یا معتادہ اسے جب خون آئے تو اس کی تاریخ، وقت، دن خوب اہتمام سے نوٹ کرلے یا یاد رکھے، یہ اہتمام نہ کرنے کی صورت میں بسا اوقات مسائل میں بہت پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور پاکی ناپاکی کے نازک شرعی احکام سخت گھمبیر ہو جاتے ہیں، جن کو حل کرنے اور سلجھانے میں ماہر سے ماہر عالم بھی چکرا کر رہ جاتے ہیں۔

تبدیلیٔ عادت کی صورتیں

معتادہ کو گذشتہ عادت کے خلاف خون آئے تو یہ تبدیلی یا تو ایام کی تعداد میں ہوگی کہ پہلے جتنے دن خون آیا تھا اس سے کم یا زیادہ دن اب آ گیا، یا تبدیلی تاریخوں میں ہوگی کہ گذشتہ حیض مہینے کی جن تاریخوں میں آیا تھا اب اس سے آگے یا پیچھے کی تاریخوں میں آ گیا، یا یہ تبدیلی ایام کی تعداد اور تاریخوں دونوں میں ہوگی۔
پہلی صورت کی مثال: پچھلا حیض چاند کی یکم سے ۷ تاریخ تک آیا تھا، اب کی بار یکم سے ۵ یا ۹ تک آ گیا۔
دوسری صورت کی مثال: گذشتہ حیض ۷ تاریخ سے ۱۱ تاریخ تک آیا تھا تو اب کے یکم سے ۵ تک آیا، یا پھر ۱۳ سے ۱۷ یا ۱۰ سے ۱۴ تک آیا وغیرہ وغیرہ (یعنی یا تو گذشتہ تاریخوں سے پہلے تاریخوں میں آیا یا بعد کی تاریخوں میں اور تبدیلی ساری تاریخوں میں ہوئی یا بعض تاریخوں میں) اور تیسری صورت کی مثال اسی دوسری صورت میں ایام کی تعداد گھٹا بڑھا کر سمجھی جا سکتی ہے۔
آگے ان صورتوں کو کچھ قواعد کی شکل میں بیان کر کے ان کی مزید وضاحت کی جائے گی۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ

مفتی محمد امجد حسین

معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۴)

شرکتِ مفاوضہ وشرکتِ عنان

شرکتِ عقود کی ایک اور اعتبار سے دو قسمیں بنائی جاتی ہیں، جن کو اصطلاح میں شرکتِ مفاوضہ اور شرکتِ عنان سے موسوم کیا جاتا ہے، شرکتِ مفاوضہ میں سب شرکت کنندگان سرمایہ، محنت، عمل، وقت، نفع، نقصان میں برابر ہوتے ہیں، سب کا سرمایہ بھی برابر ہو، محنت بھی برابر کی ہو، اور نفع ونقصان میں حصہ بھی سب کا برابر ہو (اس وجہ سے اس میں کچھ نزاکتیں اور پابندیاں بڑھ جاتی ہیں) جبکہ شرکتِ عنان میں ایسی برابری ضروری نہیں ہوتی، پیچھے جو تفصیل گزری شرکتِ عنان کے اعتبار سے ہی تھی، اور اسی میں آسانی ہے، اسی کو عموماً اختیار کیا جاتا ہے۔

معاملہ مشارکہ میں ہر شریک باقی شرکاء کی جانب سے وکیل اور امین ہوتا ہے، امانت داری کے ساتھ آمد وصرف میں تصرف کرنا ہر فرد پر لازم ہے، کوئی شریک دوسرے شرکاء کی رضامندی کے برخلاف آزادانہ اور مَن مانے تصرف کا مجاز نہیں، یہی حکم شرکت کی تمام اقسام کا ہے۔

مشارکہ کے دیگر ضروری احکام

اگر سب شرکاء نے اپنے میں سے بعض یا کسی ایک کو کاروبار کا مختار بنایا ہے، تو وہ سب کی جانب سے وکیل وامین ہوتا ہے، کاروبار کے سارے نفع نقصان کو سب شرکاء کے سامنے ظاہر کرے اور پوری امانت ودیانت بھرتے، اس کی کسی قسم کی خیانت اور دھوکہ دہی اس معاملے کو فاسد اور اس شخص کو فاسق بنا سکتی ہے، معاملہ مشارکہ کے شرکاء میں سے کوئی اس مشترکہ کاروبار کے مشترک منافع سے ذاتی ملکیت نہیں خرید سکتا، ذاتی جائیداد نہیں بنا سکتا، جو کچھ بھی خریدے گا، بنائے گا، اس میں سب شرکاء اپنے اپنے طے شُدہ حصے کے مطابق شریک ہوں گے، خواہ حاصل کردہ جائیداد، دوکان، مکان، زمین وغیرہ کسی قانونی تقاضے اور مصلحت سے وقتی طور پر کسی ایک یا بعض شرکاء کے نام کیے گئے ہوں۔

شرکاء میں سے جن کو اختیار دیا گیا ہو، وہ اس تجارت وکاروبار کے لیے متعارف طریقہ پر جو لین دین، قرض ادھار وغیرہ معاملات کریں گے اور جو کاروباری معاہدے کریں گے تو یہ اُمور سب کی طرف منسوب ہوں

گے اور سب شرکاء ان کے پابند رہیں گے۔

ہر قسم کی شرکت میں مشترکہ مال سے کوئی شخص دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر نہ حج کرسکتا ہے، نہ زکاۃ، صدقہ وخیرات دے سکتا ہے، نہ کسی کو ہبہ یا وصیت کرسکتا ہے، نہ اپنی یا اولاد وغیرہ کی شادی کے اخراجات کرسکتا ہے۔

اگر کسی شریک نے باقی شرکاء کی رضامندی کے بغیر ایسا کیا ہے تو یہ اخراجات وتصرفات اس کے حصے سے منہا ہوں گے، البتہ سب شرکاء کی رضامندی سے ایسا کوئی تصرف کیا ہو تو جائز ہے۔

مشارکہ بھی ان چیزوں کی وجہ سے فاسد ہوجاتا ہے، جن چیزوں کی وجہ سے معاملۂ بیع فاسد ہوتا ہے، پس بیع کو فاسد کرنے والی کوئی شرط مشارکہ میں پائی گئی تو عقدِ مشارکہ فاسد ہوجائے گا، اور اس معاملے کو ختم کرنا ضروری ہوگا۔

مضاربہ

مضاربہ شرکت کی ایک مخصوص شکل ہے، اس میں ایک طرف ایک یا ایک سے زیادہ فریقوں کا سرمایہ ہوتا ہے، اور دوسری طرف ایک یا ایک سے زیادہ افراد کی محنت اور خدمات ہوتی ہیں، الگ الگ فریقوں کی طرف سے سرمایہ اور محنت کے اجتماع سے عقدِ مضاربہ وجود میں آتا ہے، مشارکہ کی طرح مضاربہ میں بھی نفع کی تقسیم کے لیے متعلقہ فریق باہمی رضامندی سے کوئی بھی تناسب طے کرسکتے ہیں (البتہ نقصان کا معاملہ مشارکہ سے مختلف ہے، جو آگے آرہا ہے)

نفسِ مضاربہ میں محنت والا فریق سرمایہ اور سرمایہ والا فریق محنت وخدمات شامل نہیں کرسکتا، البتہ مضاربہ کے ساتھ مشارکہ کو یہی فریقین جمع کرکے دونوں عقدوں کی الگ الگ حیثیت کو ملحوظ رکھ کر معاملہ کرسکتے ہیں (آگے اس کی عملی شکل مثال سے واضح کی جائے گی)

فقہی اصطلاح میں عقدِ مضاربہ میں سرمایہ کار فریق کو ''ربُ المال'' اور محنت، خدمات وانتظام (Management) کرنے والے فریق کو مضارب کہتے ہیں۔

مشارکہ ومضاربہ میں فرق

مشارکہ ومضاربہ میں فرق درجِ ذیل اُمور سے واضح ہوتا ہے:

(الف)...... مشارکہ میں ہر فریق سرمایہ شامل کرتا ہے اور محنت یعنی خدمات وانتظام باہمی رضامندی

ومعاہدے سے خواہ سب شامل کریں، یا بعض؛ جبکہ مضاربہ میں سرمایہ صرف ربُّ المال شامل کرے گا، اور محنت وخدمات صرف مضارب کی ہوں گی، ربُّ المال محنت وخدمات میں اور مضارب سرمایہ میں حصہ نہیں لے گا۔

(ب)...... مشارکہ میں سب شریک اپنے سرمایہ کے تناسب سے نقصان میں ذمہ دار ہوتے ہیں، جبکہ مضاربہ میں خسارہ ونقصان صرف ربُّ المال کا ہوتا ہے، مضارب کا تو سرمایہ شامل ہی نہیں، صرف محنت وخدمات شامل ہیں، اس کا نقصان یہی ہوگا کہ محنت بے کار گئی، کوئی عوض (جو بصورت منافع طے شدہ تناسب سے اس کو ملنا تھا) محنت وخدمات کا اس کو نہ ملا (لیکن یہ ملحوظ رہے کہ اگر نقصان مضارب کی ثابت شُدہ غفلت ولاپرواہی یا بددیانتی وغیرہ کی وجہ سے ہوا تو اس کا وہ ذمہ دار ہوگا)

اس کے علاوہ دونوں عقدوں میں کچھ باریک فنّی نوعیت کے فرق بھی ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

مضارب کے کاروباری اختیارات کی حدود

ربُّ المال، مضارب کے لیے خاص کاروبار بھی متعین کرسکتا ہے، اس صورت میں مضارب وہی مقررہ کاروبار کرنے کا پابند ہوگا، اور ربُّ المال مضارب کو کاروبار کے انتخاب وغیرہ میں آزاد بھی چھوڑ سکتا ہے، اس صورت میں مضارب جس کاروبار کو (باہمی خیرخواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے) مناسب ومبنی بر مصلحت سمجھے، اس کو اختیار کرسکتا ہے۔

ہوشیار باش!

باقی اس بات کی وضاحت وصراحت کی تو شاید زیادہ ضرورت نہ ہو (کہ وہ پہلے ہی مسلمان پر واضح ہے) کہ مشارکہ ومضاربہ ہو یا انفرادی بیوپار، کاروبار وتجارت ہو، اس میں حلال پاکیزہ مال وسرمایہ سے حصہ لینا چاہیے (کم ازکم غالب سرمایہ تو حلال ہو ہی) اگر شراکت میں کسی شرکت کے خواہش مند کے متعلق واضح ہوجائے کہ اس کا کل یا اکثر مال حرام کا ہے، تو اسے شریک نہ کیا جائے، اسی طرح مضارب بھی ایسے ربُّ المال کے ساتھ عقدِ مضاربہ نہ کرے۔

اور دوسری چیز یہ ہے کہ جو کاروبار وتجارت اختیار کریں وہ بھی جائز وحلال، غیرسودی کاروبار ہو، حلال کمائی کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک جتنی کچھ اہمیت ہے، وہ اس سے واضح ہے، کہ قرآن مجید میں خداوندِ قدوس نے انبیاء علیہم السلام کو حلال سے کھانے کا حکم فرمایا، اور حلال طیب رزق کھا کر نیک اعمال کرنے کا

حکم دیا، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نیک اعمال کی توفیق بھی صحیح معنوں میں حلال کھانے کمانے کا اہتمام کرنے کی صورت میں ملتی ہے،

ورنہ ایک حدیث کی روء سے حرام سے نشوونما پانے والا جسم جہنم کے آگ کا ہی زیادہ مستحق ہے، اور دسری حدیث شریف کی روء سے حرام سے کھانے پینے اور اوڑھنے پہننے والے کی دعاء اور عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔ ل

مضارب کے تصرفات واخراجات کی حدود

مضارب خواہ ایک فرد ہو یا زیادہ افراد، اس کاروبار کا نظام وانتظام چلانے میں وہ کام اور تصرفات کرسکتے ہیں جو عموماً اس قسم کے کاروبار میں کیے جاتے ہیں، اور بازاروں و بازار والوں میں ان کا عرف جاری ہے، باقی ایسا کام وتصرف جو اس طرح کے کاروبار میں متعارف نہیں اور کاروباریوں وتاجروں کے عام معمول اور عادت سے ہٹ کر ہے، تو ایسے کاموں وتصرفات کے لیے ربُّ المال کی صریح اجازت ضروری ہے (بشرطیکہ وہ کام وتصرف اپنی ذات میں جائز بھی ہو)

اسی طرح مضارب نفع میں اپنے بتناسب طے شدہ حصے کے علاوہ اپنی مضاربہ خدمات پر کسی فیس، تنخواہ، معاوضہ وغیرہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا، البتہ اگر اس کاروباری سلسلے میں اسے متعلقہ شہر سے باہر سفر پر جانا پڑے تو اس صورت میں اپنی ذات کی حد تک دورانِ سفر قیام وطعام، کرایہ وغیرہ اخراجات حاصل کرسکتا ہے

(بدائع الصنائع للکاسانی جلد۶، بحوالہ اسلامی بینکاری کی بنیاد)

کاروبار میں نفع ونقصان کو مجموعی حیثیت سے طے کیا جائے گا پس اگر کاروبار کے بعض معاملات میں نقصان ہو، اور بعض میں نفع تو پہلے اس نقصان کو اس نفع سے پورا کیا جائے گا، پھر اگر کچھ نفع بچے تو اسے

یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (سورة المؤمنون آیت نمبر ۵۱)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَبِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا.

وَقَالَ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَاءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (رواه مسلم بحواله مشكوٰة، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال جلد ۱)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِهٖ (رواه احمد والدارمی، مشكوٰة، حواله بالا)

طے شُدہ تناسب سے حصہ داروں میں تقسیم کیا جائے گا۔

مضاربہ کے ساتھ مشارکہ کو جمع کرنا

مضاربہ کے تحت ربُّ المال اور مضارب نفع کا کوئی تناسب طے کر کے معاہدہ کرتے ہیں، اب اس عقد میں وہ عقدِ مشارکہ کو بھی اس طرح جمع کرنا چاہیں کہ مضارب ربُّ المال کی رضامندی سے کسی متناسب مقدار میں اپنا سرمایہ بھی شامل کرلے، اوراس سرمایہ کے لحاظ سے عقدِ شرکت کے تحت منافع کا کوئی فیصدی تناسب باہم مقرر کرلیں تو اس طرح یہ دونوں عقدا کٹھے کر کے نفع ونقصان وغیرہ کی تعین وتقسیم میں ان دونوں کی الگ الگ رعایت رکھتے ہیں، توایسا کر سکتے ہیں۔

اس کی صورت مثلاً یوں ہوسکتی ہے، کہ زیدرب المال ہے، اس نے اسی ہزار روپے سرمایہ بکر کومضاربت پر کسی کاروبار مثلاً سٹیشنری کا کام کرنے کے لیے دیدیا اور نفع آدھا آدھا طے ہوگیا (کہ جوبھی نفع ہوگا باہم برابر برابر تقسیم کریں گے) اور بکر نے زید کی رضامندی سے سٹیشنری کے اس کام میں بیس ہزار سرمایہ اپنا بھی شامل کرلیا، اوراس طرح جب سرمایہ میں دونوں کی شراکت وجود میں آ گئی، تواس شراکت کے تحت نفع کا تناسب مثلاً تین چوتھائی اور ایک چوتھائی (یاباہمی رضامندی سے کوئی اور تناسب) مقرر کرلیا کہ زید کو تین چوتھائی اور بکر کوایک چوتھائی نفع ملے گا تو اب عقد کے ان دونوں معاہدوں کے تحت نفع کی تقسیم یوں ہوگی کہ پہلے عقدِ مضاربہ کے طے شدہ تناسب کے تحت بکر آدھا نفع لے لے گا اور باقی ماندہ آدھے نفع کے چار حصے کر کے تین حصے زیداورایک حصہ بکر لے لے گا، اس طرح دونوں عقدوں کوملحوظ رکھتے ہوئے باہمی رضامندی سے نفع کی تقسیم کا کوئی بھی تناسب مقرر کرسکتے ہیں۔

البتہ اتنا ضروری ہے کہ یہ تناسب ایسا نہ ہو کہ غیر عامل فریق کا حصہ اس کے سرمایہ کے تناسب سے بڑھ جائے مثلاً اوپر والی مثال میں بکر عامل ہے (مضاربہ کے تحت تو اس کا عامل ہونا واضح ہے، مشارکہ کے اعتبار سے بھی وہ ہی عامل ہے) اس لیے مشارکہ کے اعتبار سے جب نفع کی تقسیم کا تناسب طے ہوتو زید کا نفع اس کے سرمایہ کے تناسب سے بڑھنا نہیں چاہیے مثال مذکور میں کل سرمایہ ایک لاکھ ہے، اس میں زید کے سرمایہ کا تناسب اسی فیصد ہے، اور بکر کا سرمایہ بیس فیصد ہے، پس زید کا اس مشارکہ کے تحت نفع کا تین چوتھائی تناسب ۷۵ فیصد بنتا ہے، جو کہ اسّی فیصد سے کم ہے، اس لیے جائز ہے۔ وقِس علیٰ ھٰذا!

بسلسلہ : آدابُ المعاشرت مولانا محمد ناصر

اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۹)

بچوں کو کیسے استاد سے تعلیم دِلوائی جائے؟

قرآن مجید اور دین کی تعلیم جتنی اہم ہے، اتنی اہم یہ بات بھی ہے کہ بچوں کو دینی تعلیم پڑھانے کے لیے دیندار استاد کا انتخاب کیا جائے۔

بچوں کا مستقبل بنانے یا بگاڑنے میں والدین کی تربیت کے ساتھ استاد کے کردار اور طرزِ عمل کا بھی بڑا دَخَل ہے، استاد جب دیندار، مہذب اور بااخلاق ہوتا ہے تو اس کے شاگرد میں بھی یہ اچھی صفات پیدا ہوتی ہیں، اس کے برعکس اگر استاد ان اچھی صفات سے عاری ہو، دنیا کا طالب، مال اور منصب کا حریص ہو تو اس کے زیرِ تعلیم بچے بھی ان بُرے اخلاق سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اچھے استاد کے انتخاب کے بارے میں حضرت ابنِ سیرین سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ (مسلم، مقدمة، باب بيان ان الاسناد من الدين)

یعنی ’’بے شک یہ علم (حاصل کرنا) ہی دین ہے، اس لیے (اچھی طرح) دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو؟‘‘

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ والدین اور سرپرستوں کو اولاد کے لیے اچھے استاد کے انتخاب کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب (بچہ) پڑھنے کا متحمل ہو تو اس کو کسی ایسے مکتب میں جس کا معلّم شفیق اور دیندار ہو، بٹھلادے، اور لڑکی ہو تو زنانہ مکتب میں بٹھلادے، مگر آج کل جو زنانہ اسکول ایجاد ہوئے ہیں، ان کی آب و ہوا اچھی نہیں، اُن سے بچائے (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ دوم، صفحہ ۲۰۵)

ایک موقع پر فرماتے ہیں:

حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور بااثر ثابت ہوئی ہے (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ اول، صفحہ ۲۷۲)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل بچوں کو جو دینی تعلیم خصوصاً قرآن مجید کی تعلیم دِلوانے کا طریقہ چلا ہوا

ہے کہ قاری صاحب کو تنخواہ پر گھر بلا کر بچوں کو قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے، یہ قرآن مجید سیکھنے کا بابرکت اور باأثر طریقہ نہیں، اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ اس طرح سے قرآن پڑھنے والوں کا قرآن کے ساتھ مطلوبہ تعلق پیدا نہیں ہوتا۔

بچوں کا استاد کے پاس جا کر تعلیم حاصل کرنا

اسی وجہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ بچہ خود استاد کے پاس جا کر تعلیم حاصل کرے، چنانچہ قرآن مجید کی سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ کی تفسیر میں کئی مفسرین نے یہ ادب بیان کیا ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے خواہ قرآن مجید ناظرہ (یعنی دیکھ کر) ہی پڑھنا ہو، شاگرد خود استاد کی خدمت میں جایا کرے، گویا کہ یہ ادب قرآن مجید سے معلوم ہوا ہے۔ دنیا میں بھی قاعدہ ہے کہ ضرورت مند اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے خود جاتا ہے، پیاسا پانی حاصل کرنے کے لیے خود پانی کے پاس چل کر جاتا ہے تو دین کا معاملہ تو ایک مسلمان کے نزدیک سب سے اہم ہے، اس لیے دینی تعلیم خواہ قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کی ہو یا حفظ کرنے کی یا پھر دین کا کوئی دوسرا علم ہو۔ بہر حال دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھی بچوں کو استاد کے پاس بھیجنے میں زیادہ فائدہ ہے، نہ یہ کہ استاد بچوں کو پڑھانے کے لیے آئے، کیونکہ اس سے بعض اوقات تھوڑے فائدے کے مقابلے میں زیادہ نقصان ہوسکتا ہے۔

مثلاً ایک تو یہ کہ بچے کے دل سے ایسی تعلیم کی اہمیت کم ہوتی ہے، کیونکہ جو چیز یا علم محنت کر کے حاصل کیا جاتا ہے، اس کی قدر بھی ہوتی ہے، اور اس چیز یا علم کی حفاظت بھی کی جاتی ہے، اس کے برعکس اتنی قدر نہیں ہوتی، اسی وجہ سے جب شاگرد کے پڑھنے کا ارادہ نہیں ہوتا تو استاد کو چھٹی دیدی جاتی ہے، لاحول ولاقوۃ! پہلے تو استاد شاگردوں کو چھٹی دیتے تھے اور اب شاگردوں نے استادوں کو چھٹی دینا شروع کردی۔ یہ اسی غلط روش کا نتیجہ ہے۔ دوسرے یہ کہ جہاں جہاں استاد بچوں کو پڑھانے کے لیے جاتے ہیں، تو عموماً اُن اساتذہ کے پیشِ نظر تنخواہ بھی ایک بنیادی مقصد ہوتا ہے جبکہ پہلے گزر چکا کہ زیادہ بابرکت اور باأثر تعلیم وہ ہوتی ہے جس میں پڑھانے والا تنخواہ نہ لے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تنخواہ لینا گناہ یا ناجائز ہے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جہاں استاد کے پیشِ نظر علم پڑھانے سے صرف دنیا کمانا اور مال حاصل کرنا ہو، اس استاد سے پڑھے ہوئے علم کے بارے میں تجربہ ہے کہ وہ عادتاً وعموماً بابرکت اور باأثر علم نہیں ہوتا۔

اس کے برعکس عموماً دینی مدارس میں اگر بچے کو دین کا علم حاصل کرنے کے لیے بھیجا جائے تو مذکورہ اور دوسری کئی بُرائیوں سے بچنے کا امکان ہے۔

سرپرستوں پر اپنی اولاد کو دین کا علم سِکھانے کی ذمہ داری

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے والدین اور سرپرستوں پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد اور اپنے ماتحت بچوں کو دین کی بقدرِ ضرورت تعلیم دِلوانے کی فکر اور اس کا بندوبست کریں، اس لیے کہ مسلمان دینِ اسلام کے حکموں پر اُسی وقت عمل کرسکتا ہے جبکہ اُسے اسلام کے حکموں کا علم ہو، اور اگر خدانخواستہ علم نہیں ہوگا تو عمل بھی نہ ہوسکے گا۔

آج ہمیں اپنے بچوں کو دنیا کی تعلیم دِلوانے کی فکر اُن کے بچپنے سے ہی پیدا ہوجاتی ہے، جس کے لیے وقت، پیسہ اور اپنی بہت سی صلاحیتوں کو استعمال کیا جاتا ہے، دنیاوی تعلیم کے اچھے مراکز، اسکولوں اور لائق اساتذہ کی جستجو اور تحقیق کی جاتی ہے، لیکن قرآن مجید یا دین کی دوسری تعلیم کے لیے اتنا اہتمام نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ نے بقدرِ ضرورت دین کا علم حاصل کرنے کو ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا ہے: چنانچہ حدیث میں ہے کہ:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجه ،باب فضل العلماء والحث على طلب العلم)

یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

جب دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے تو والدین اور سرپرستوں کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کو اس علم سے روشناس کرائیں اور اُن کے لیے دینی علم کے حاصل کرنے کا انتظام کریں، تاکہ وہ اس فریضے سے سبکدوش ہوسکیں اور اس ذمہ داری میں کوتاہی کرنے پر خدشہ ہے کہ قیامت کے روز بازپُرس اور سوال ہو جس میں سرخروئی حاصل کرنا اس ذمہ داری کو ادا کیے بغیر مشکل ہے۔

جب دین کے علم کا طلب کرنا فرض ٹھہرا تو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ دین کے علم کا وہ حصہ جس کا ہر مسلمان مرد و عورت پر سیکھنا فرض اور ضروری ہے، وہ کیا ہے؟

فرضِ عین علم

اسلام کے پانچ حصے ہیں، عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق۔

اسلام کے یہ پانچوں حصے اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہوں یعنی عقائد و نظریات بھی قرآن وسنت کے مطابق ہوں۔ عبادات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق وغیرہ بھی؛ چنانچہ ہر بالغ مرد و عورت

کو پاکی ناپاکی سے واسطہ پڑتا ہے اور کم و بیش ہر بالغہ عورت کو حیض و نفاس وغیرہ سے بھی سابقہ پڑتا ہے لہٰذا ان کے مسائل کا علم حاصل کیا جائے، بالغ ہونے پر ہر مسلمان مرد و عورت پر نماز فرض ہو جاتی ہے اس لیے نماز کے فرائض، واجبات اور جن کاموں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا کن کن صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے وغیرہ، ان کا علم حاصل کیا جائے اور اتنا قرآن مجید صحیح طرح سے پڑھ سکنا سیکھا جائے جس سے نماز صحیح ہو جائے، اسی طرح بالغ ہونے پر ہر مسلمان مرد و عورت پر روزہ فرض ہو جاتا ہے اس لیے روزہ سے متعلق اسلام کے احکام اور مسائل کا علم حاصل کیا جائے اور یہ کہ روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور کن سے نہیں، اسی طرح جب نصاب کے برابر مال ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے لہٰذا زکوٰۃ کے متعلق اسلام کے احکام اور مسائل معلوم ہونے چاہئیں کہ زکوٰۃ کب، کتنی اور کسے دینے کا اسلام نے حکم دیا ہے اور اس کے متعلق اسلام کے مزید کیا احکامات ہیں، یا جس کو حج کے لئے جانے پر قدرت ہے، اس پر حج فرض ہے اب اس کے متعلق اسلام کے احکام اور مسائل سیکھنا بھی فرض ہو گئے، جب نکاح کرے تو نکاح کے احکام و مسائل اور یہ کہ کن کن عورتوں سے نکاح حرام ہے اور کن چیزوں سے طلاق ہو جاتی ہے اور کن سے نہیں اور کن مجبوریوں میں طلاق دینے کی اسلام نے اجازت دی ہے اور کن حالات میں طلاق دینا گناہ ہے اُس کے متعلق اسلام کے احکامات کا علم حاصل کیا جائے۔ معاملات مثلاً گواہی، وکالت، تجارت، زراعت وغیرہ کا بھی علم حاصل کیا جائے، لہٰذا جو خرید و فروخت اور تجارت پیشہ ہے یا مزدوری کرتا ہے یا ملازم ہے، اس پر فرضِ عین ہے کہ ان سے متعلق شریعت کے احکامات اور مسائل سیکھے کہ کون کون سی نوکریاں جائز اور کون سی ناجائز ہیں وغیرہ وغیرہ۔ معاشرت مثلاً کھانا پینا، اٹھنا، بیٹھنا وغیرہ سے متعلق اسلام کی تعلیمات سیکھی جائیں۔ اور باطنی اخلاق مثلاً صبر، شکر، اخلاص، توکل، اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ سے اُمید، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور تقدیر پر راضی رہنا وغیرہ ان جیسے اچھے اخلاق پیدا کرنے اور بُرے اخلاق مثلاً غرور، تکبر، غصہ، لالچ، حسد، بغض، بخل، حرص، مال کی محبت، خود پسندی، خودرائی، دنیا کی محبت ان بُرے اخلاق سے اپنے آپ کو بچانے اور اپنے دل کو ان بُرے اخلاق سے پاک کرنے کا علم حاصل کیا جائے، غرضیکہ زندگی کے جس بھی شعبے سے کسی مسلمان کا تعلق ہو، اس پر فرضِ عین ہے کہ وہ اس شعبہ سے متعلق اسلام کے احکامات سیکھے اور اسی طرح اپنے ماتحتوں کو اُن سے متعلق دین کے احکام کا علم سِکھانے کا انتظام اور بندوبست کرے۔ جب اسلام کے ان پانچوں حصوں سے متعلق اسلام کی تعلیمات اور احکام کا علم ہوگا، تب دینی علم کے حاصل کرنے کے اسلامی حکم پر عمل ہوگا۔ (جاری ہے)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب

تقویٰ اور صادقین کی معیّت (قسط۱)

بروز اتوار بعد عصر ادارہ غفران میں اصلاحی مجلس کے آغاز کے موقع پر مؤرخہ ۱۶/صفر ۱۴۲۰ھ بمطابق 21/ مئی 2000ء حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم نے ادارہ غفران، راولپنڈی میں تشریف لا کر قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں؛ ان نصائح کو کیسٹ میں محمد آصف صاحب سلمہٗ نے محفوظ فرمایا اور مولانا محمد ناصر صاحب نے کیسٹ سے نقل کیا، اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی واصلاح کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے...............................(ادارہ......)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورة التوبة آیت نمبر ۱۱۹)صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو (تقویٰ اختیار کرو) اور صادقین کی معیت اختیار کرو''

مفتی محمد رضوان صاحب نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ یہاں ادارہ غفران میں حضرت حکیم الامت محی السنۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نوراللہ مرقدہٗ کے ملفوظات وارشادات سُنانے کا ایک سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ ہے، اس کے افتتاح کے لیے مفتی صاحب نے مجھے دعوت دی تھی۔

میں نے کہا کہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور حاضر ہوں گا؛ آج کی یہ حاضری اسی سلسلہ میں ہے۔

ماشاءاللہ بہت ہی اچھا خیال ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بہت نفع ہوگا۔

تقویٰ اور معیّتِ صادقین

جو آیت میں نے تلاوت کی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا حکم فرمایا ہے۔

ایک تقوے کا اور دوسرے صادقین کی معیت کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانو! تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ کیا چیز ہے؟ تقویٰ نام ہے، سارے گناہوں کو چھوڑ دینے کا، اللہ کے خوف سے مکمل اجتناب عن

المعصیت کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى. فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (سورۃ النٰزعٰت آیت نمبر ۴۰، ۴۱)

کہ جس نے دنیا میں اللہ کی پیشی کے خوف سے کہ روزِ محشر حساب ہوگا تقوے کی زندگی اختیاری کری، معصیتوں کو ترک کردیا، اللہ سے ڈر کر اور اپنے نفس کی خواہش کے خلاف کیا تو جنت ہی اُس کا ٹھکانا ہے۔

لہٰذا متقیوں، صادقوں اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حکیمُ الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اصلاح کے لیے بہت مفید ہیں

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اصلاحِ نفس اور اصلاحِ اعمال کے لیے بہت مفید ہیں، چنانچہ مولوی شبیر علی صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ

حضرت! اصلاحِ نفس اور اصلاحِ اعمال کے لیے آپ کی تمام تالیفات اور تصنیفات میں سے سب سے زیادہ نافع اور مؤثر اور مفید کون سی چیز ہے؟

تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''ملفوظات''

کیونکہ ملفوظات میں ہر ایک کی شخصی اور جزئی حاجتیں اور مختلف بداعمالیاں سب بیان ہوجاتی ہیں۔

اب جبکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دوسرے عالَم میں تشریف لے گئے ہیں، لیکن بحمد اللہ اُن کی اصلاح ورُشد کا فیض آج بھی جاری ہے، اور یہ مشاہدے اور تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس طرح کا روحانی فیض اللہ والوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے، چنانچہ اب اتنے بڑے مجددِ وقت سے روحانی فیض حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اُن کی تالیفات، بالخصوص ملفوظات اور بالعموم مواعظ کا مطالعہ کیا جائے، اُن کی تعلیمات پر عمل کیا جائے، اور اس طرح اُن سے فیض یاب ہوا جائے، اور یہ بھی ایک طرح سے معیَّتِ صادقین کی ایک شکل ہے

اصل میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی باقاعدہ مجالس کے یہ ملفوظات خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''حسنُ العزیز'' کے نام سے قلمبند کرنے کا شروع میں کچھ سلسلہ قائم کیا تھا، پھر وہ اپنی ملازمت کے لیے چلے گئے تھے، اس کے بعد حضرت کی بیماری اور ضعیفی کا دَور شروع ہوگیا تھا، اور حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی جو مجالس پہلے ہوتی تھیں اُن میں بھی کمی کردی گئی تھی، وعظ بھی کم ہوگئے تھے، البتہ اگر کوئی سلسلہ رہ گیا

تھا تو وہ ملفوظات کا تھا۔

شروع شروع میں جبکہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحت اچھی تھی، اُس وقت حضرت کی دو مجلسیں ہوتی تھیں، ایک مجلسِ خاص ہوتی تھی دوسری مجلسِ عام ہوتی تھی، صبح کی مجلس "مجلسِ عام" کہلاتی تھی، یہ سلسلہ صبح نو دس بجے سے گیارہ بجے تک چلتا تھا، پھر ظہر کے بعد جو مجلس ہوتی تھی وہ مجلسِ خاص ہوتی تھی، لیکن جب حضرت کی طبیعت خراب ہونے لگی اور صحت کمزور ہوگئی تو پھر اوقات بدل دیے گئے اور حاضری کی تعداد بھی مخصوص اور محدود کر دی گئی۔ چنانچہ مولانا وکیل احمد صاحب شیروانی کے والد حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ اور حضرات نے تھانہ بھون کی خانقاہ میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات قلمبند کرنے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ اب جو بات کہنے کی ہے وہ یہ ہے کہ جن حضرات نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مداومت کے ساتھ مطالعہ کیا، اُن پر عمل کیا، اُن کی بہت اصلاح ہوگئی ہے۔ اور یہ بات کسی عقیدت کی بنیاد پر نہیں کہی جارہی ہے، بلکہ تجربے اور مشاہدے سے کہی جارہی ہے۔

میرے ایک دوست مولانا حشمت علی صاحب جن کا انتقال ہوگیا ہے، وہ ہندوستان میں حضرت مولانا ابرارُالحق صاحب کے مدرسے میں پڑھاتے تھے، وہ یہ کہتے تھے کہ:

> نواب صاحب! میں نے تو ملفوظات کی ایک جلد اپنے سرہانے رکھ رکھی ہے، اپنے دوسرے معمولات پورے کرنے کے بعد حضرت کی جب کتاب اُٹھاتا ہوں تو اگر کسی واقعے کی وجہ سے مجھے کچھ پریشانی اور تشویش ہوتی ہے تو قلب کو سکون حاصل کرنے کے لیے میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ پڑھتا ہوں اور الحمدللہ میرے قلب کو تسکین ہو جاتی ہے۔

تو ان ملفوظات کا مطالعہ اصلاح میں مفید ہونے کے ساتھ ساتھ دُنیاوی سکون کا بھی ذریعہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ اعمال کے لیے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بڑے نافع اور مؤثر ہیں

اپنے معمولاتِ نافلہ میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مطالعہ شامل کیا جائے

اس لیے جہاں اور ہمارے معمولاتِ نافلہ ہیں وہاں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں سے کم از کم تین ملفوظات کا روزانہ مطالعہ کیا جائے اور پھر غور اور تفکر کے ساتھ کوشش کر کے عمل کیا جائے۔ ان شاء اللہ اصلاحِ نفس میں بڑا فائدہ ہوگا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بھی تاثیر ہے

اور ملفوظات کے پُر تاثیر ہونے کی ایک وجہ خود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے حضرت مولانا شبیر علی صاحب سے ایک دن تنہائی میں دورانِ گفتگو ذکر کی کہ میاں شبیر علی! لوگ میرے مواعظ میں تسہیل کی کوشش کررہے ہیں، اور اس میں الفاظ کی ردّوبدل کردیتے ہیں، سب سے کہنے کی بات بھی نہیں لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے الفاظ من جانب اللہ میرے قلب پر مع معانی کے القاء ہوتے ہیں؛ اور میرے شیخ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا تھا۔

یہ بات حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی شبیر علی صاحب سے ہی ذکر کی کیونکہ اُن کا حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے نسبی تعلق بھی تھا اور وہ حضرت کو بڑے ابّا کہتے تھے اور حضرت اُن کے مربّی بھی تھے، استاد بھی تھے، شیخ بھی تھے سب ہی کچھ تھے اور وہ جانتے تھے کہ یہ میرے اس راز کو راز رکھیں گے، حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد انہوں نے یہ راز کی بات لوگوں کو بتائی، اور زندگی میں اس لیے اس راز کو خفیہ رکھا تاکہ کوئی افتخار اور بڑائی نہ ظاہر ہو۔

حضرت حاجی صاحب شیخ العرب والعجم جو حضرت حکیم الامت کے مربّی تھے، وہ اصطلاحی عالم نہیں تھے یعنی باقاعدہ درسِ نظامی سے علم حاصل نہیں کیا تھا، صرف کافیہ (یعنی تیسرے درجے) تک پڑھا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہ علمِ لدنّی عطا فرمایا اور القاء کیا تھا کہ ایسی ایسی علمی اصطلاحات اپنے بیان میں ادا کردیتے تھے کہ علماء حیرت میں رہ جاتے تھے۔ چنانچہ یہ سلسلہ جو آج سے شروع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے اور سب سُننے والوں اور حاضرین کے لیے نافع بنائے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کا یہی طریقہ اور معمول رہا ہے، مولانا ابرارُالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے حضرات کے یہاں جب بھی حاضری کی توفیق ہوئی تو اصلاحی مجلسِ ملفوظات کا سلسلہ دیکھا۔ برکت کے طور پر میں حضرت کا ایک ملفوظ الافاضاتُ الیومیہ من الافادات القومیہ، میں سے سُناتا ہوں اس سے افتتاح ہوجائے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ اور اس سے عبرت

واقعہ یہ ہوا کہ حضرت حکیم الامت ٹرین میں سفر کررہے تھے، اور حضرت کے ہم سفر ایک اور جنٹلمین صاحب تھے، جنہیں میرٹھ جانا تھا اور حضرت کو لکھنؤ جانا تھا، تو حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا

آپ لکھنؤ تشریف لے جارہے ہیں، کہنے لگے کہ نہیں میں تو میرٹھ جارہا ہوں۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ غلطی سے دوسری ٹرین میں بیٹھ گئے ہیں، جو بجائے مشرق کے مغرب کو جارہی ہے۔ غلطی سے بجائے میرٹھ کے لکھنؤ کی گاڑی میں بیٹھ گئے تھے، حضرت نے اُنہیں کے محاورے میں کہا کہ ممکن ہے آپ میرٹھ جارہے ہوں۔ جب کوئی شخص خانقاہ سے رخصت ہوتے وقت حضرت سے یہ کہتا تھا کہ کیا میں جاسکتا ہوں؟ فرماتے تھے: کیوں نہیں جاسکتے ہو، دو پاؤں ہیں چلے جاؤ۔ یہ کہنا چاہیے کہ میں جارہا ہوں یا جاتا ہوں۔ تو اُنہیں لوگوں کے محاورے میں حضرت نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ گاڑی میرٹھ جارہی ہو۔

اب تو ان کو بڑی پریشانی ہوئی، ان کی پریشانی کی دو وجہ تھیں، ایک تو یہ کہ سردی کا زمانہ تھا، اور یہ لوگ ہوتے بھی ایسے ہیں کہ بس دو کپڑوں میں رہتے ہیں، دوسری وجہ یہ کہ منزلِ مقصود تک پہنچانے والی گاڑی بدل گئی۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو تسلی دی کہ آپ گھبرائیں نہیں، پریشان نہ ہوں، اب تو جو ہونا تھا وہ ہوچکا خواہ پریشان ہوں یا افسوس کریں مگر ظاہراً یہ گاڑی رڑکی شہر رکے گی اور دو گھنٹے کے بعد وہاں سے آئے گی۔ مگر ان کو اطمینان نہ ہوتا تھا، کبھی لاحول پڑھتے، کبھی کچھ کرتے، کبھی کھڑے ہوتے اور کبھی اُٹھتے۔ بہت پریشان ہورہے تھے۔ حضرت نے کئی مرتبہ انہیں کہا کہ بھائی پریشانی بے فائدہ ہے، ادھر آکر بیٹھ جاؤ، اور وہ صاحب جھنجھلا جاتے تھے، حضرت فرماتے تھے کہ مجھے کبھی کبھی ہنسی بھی آجاتی تھی، تو کہتے تھے کہ مجھے تکلیف اور اُلجھن ہورہی ہے اور آپ کو ہنسی کی سوجھ رہی ہے۔ یہ حکایت سُن کر سبق لینا چاہیے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اُن کی پریشانی کی وجہ کیا تھی؟ یہ ہوا کہ انہوں نے راستہ غلط اختیار کیا، منزلِ مقصود کا راستہ اختیار نہیں کیا، صراطِ مستقیم کی طرف نہیں گئے۔ جب صراطِ مستقیم سے ہٹ جائیں گے ہم، تو یہی پریشانی کی حالت پیش آئے گی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اُس وقت اُن کی اور اپنی حالت کا موازنہ کیا، میں اپنے آپ کو بادشاہوں کی طرح بہت مطمئن پاتا تھا کیونکہ مجھے یہ معلوم تھا کہ میں راہ پر ہوں۔ وہ پریشان تھے اس وجہ سے کہ بے راہ ہوگئے تھے اور مقصود سے دور ہوگئے تھے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے:

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۵)

کہ ''وہی لوگ ٹھیک راہ پر ہیں جو ان کو راستہ اُن کے پروردگار نے دیا ہے اور وہی فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں''

حضرت فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''ھُدًی'' کو فلاح سے پہلے اور مقدم رکھا ہے۔ ہدایت

اول ہے، اگر راستہ صحیح نہیں ہوگا تو مقصود حاصل نہیں ہوگا۔ فلاح اور کامیابی اسی کو کہتے ہیں کہ جو مقصود ہو وہ حاصل ہو جائے۔ تو اس لیے ہدایت ضروری ہے۔

اب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ سے یہ نکتہ نکال کر بیان فرماتے ہیں:

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بزرگوں، متقین، صادقین اور اولیاء اللہ کی جوتیوں میں پہنچا دیا''

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم، معرفت، مجددیت، اور اپنی شان کا کوئی اظہار اور فخر نہیں کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بڑے علوم کی مہارتیں اور بڑے کمالات دیے تھے، لیکن یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا تو یہ کہ اللہ نے مجھے بزرگوں کی جوتیوں میں پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کو بندہ کی عاجزی، انکساری، افتقار بہت پسند ہے، اس کی ضِد تکبر، عجب، خود پسندی یہ رذائل اور نفس کی شرارتیں ہیں جن کی وجہ سے بندہ اللہ سے دُور ہو جاتا ہے، اللہ کا قُرب حاصل نہیں ہوتا

رہبر کا کام راستہ دِکھانا ہے

تو خلاصہ یہ نکلا کہ بڑی چیز صحیح راہ پر چلنا ہے، صراطِ مستقیم اسی کو کہتے ہیں۔

حضرت فرماتے تھے کہ میں تو طالبین کو جو مخلص طالبین ہیں، اور ہدایت کی طلب لے کر آئے ہیں، انہیں ایک جلسے میں راستہ دِکھا دیتا ہوں۔ بقول خواجہ صاحب کے:

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ — راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھ کو رہبر لے چلے گا دوش پر — یہ تراراہرو خیالِ خام ہے

کام خود کرنا پڑتا ہے، مجاہدہ کرنا پڑتا ہے تب منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے۔

فرض کیجیے کہ آپ گاڑی میں پنڈی سے لاہور یا پشاور جائیں، ایک انجان آدمی ساتھ ہو جو پہلی دفعہ یہ سفر کر رہا ہو، تو خاص طور پر پشاور کے سفر میں سڑک کے دونوں طرف درخت ہوتے ہیں، تو دُور سے دیکھنے والے کو یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب درخت ختم ہوں گے تو شاید راستہ بند ہوگا۔ لیکن چلتے جاتے ہیں تو راستہ کُھلتا جاتا ہے۔ تو مُرشد اور رہبر تو صرف راستہ ہی بتاتا ہے۔

ہدایت کے دو معنیٰ

مفسرین نے فرمایا ہے کہ ہدایت کے دو معنیٰ ہیں، یا تو یہ کہ منزلِ مقصود تک پہنچا دیا، یا یہ بتا دیا کہ یہ منزل کا راستہ ہے۔

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس مفتی محمد رضوان

موجودہ حالت میں بعض سیاسی علماء کا طرزِ عمل

مؤرخہ۲۳/ ذی الحجہ۱۴۲۸ھ،3/ جنوری2008ء بروز جمعرات بعد مغرب کی ایک مختصر نشست میں مفتی محمد رضوان صاحب کے ایک مذاکرہ کو مولانا محمد ناصر صاحب نے محفوظ کیا، یہ مختصر مضمون بطورِ خاص اہلِ علم کے لیے مفید ہونے کی وجہ سے اس حصّے میں شائع کیا جارہا ہے.......................................(ادارہ)

ایک صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے کہا کہ اس علاقہ کے فلاں مولانا صاحب جو کہ سیاسی اعتبار سے مجلسِ عمل نام کی ایک مذہبی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور جمعہ وعیدین کے اجتماعات میں اپنی مخالف سیاسی جماعت کے خلاف بیان وتقریر کیا کرتے تھے اور آپ نے ان کے متعلق ایک واقعہ بھی اس عیدُ الفطر کے حوالہ سے بیان فرمایا تھا کہ وہ عیدُ الفطر کے موقعہ پر اپنی مخالف سیاسی جماعت کے خلاف اتنا بولے اتنا بولے کہ حد کردی، اور لوگوں کو عید کی نماز کا طریقہ بھی نہیں بتلا سکے اور عید کی نماز اسی طرح کھڑی کرنی پڑی (یہ واقعہ ماہنامہ ''التبلیغ''، میں شائع بھی ہو چکا ہے) وہ مولانا صاحب اب اُس مخالف سیاسی جماعت کے حق میں اپنے انتخابی امیدوار ہونے سے دستبردار ہوگئے ہیں، اوراُس مخالف سیاسی جماعت کے حق میں بیٹھ گئے ہیں۔

اس کے جواب میں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ:

لاحول ولاقوۃ؛ اور بھی کئی مقامات پر ایسا ہی ہورہا ہے؛ تعجب کی بات ہے کہ جن لوگوں کے خلاف سالہا سال تک ایک عالمِ دین نے منبر ومحراب سے صدائیں بلند کی ہوں اور اپنے نمازیوں اور سامعین وحاضرین کو سِوائے غیبت، بہتان والزام تراشی کے اور کوئی سبق نہ دیا ہو، وہی آج ان کے حق میں بیٹھ کر عملی طور پر فریقِ مخالف کے دیانت وامانتدار ہونے اور ان کے حق میں ووٹ کے ذریعے اہلیت کی گواہی دینے کی سفارش کررہے ہیں۔

اسی قسم کے اہلِ علم نے سیاست کے میدان میں آکر علماء کو عوام کے سامنے سخت بدنام کیا ہے، اور گزشتہ مرتبہ الیکشن کے موقع پر مجلسِ عمل کے نام سے جو مذہبی جماعتوں کا اتحاد بن کر عوام کے سامنے آیا تھا، اس

وقت دینی ذہن رکھنے والے لوگوں کو اس جماعت سے غیر معمولی امیدیں وابستہ تھیں، کہ یہ مذہبی جماعتیں متحدہ پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ملک کے انتظامی معاملات کو بہتر بنانے اور اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے میں مددگار ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا ذریعہ بنیں گی۔

اور اسی قسم کی امیدیں وابستہ کر کے عوام کے بہت بڑے طبقہ نے اس جماعت سے وابستہ شخصیات کے حق میں ووٹ استعمال کر کے غیر معمولی کامیابی دلائی تھی، اور ملکی تاریخ میں مذہبی جماعتوں کے لیے یہ ایک تاریخی کامیابی تھی، اُس وقت بھی ایک طبقہ کا خیال یہ تھا کہ اس جماعت کے پسِ پردہ کچھ بہتر عوامل کار فرما نہیں ہیں، اس لیے اس سے کوئی بہتر توقع نہ رکھی جائے، لیکن اس جماعت میں مختلف مسلکوں کے معروف نمائندگان کے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس خیال کو زیادہ پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی تھی۔

مگر وقت گزرنے کے ساتھ عوام الناس نے اس تأثر کو قبول کرنا شروع کر دیا۔

اور اس جماعت کی بعض اعلیٰ قیادتوں کی طرف سے کیے گئے مختلف وعدوں اور وعیدوں اور ان سے انحراف کے سامنے آنے اور اسلام کے نام کو محض ڈھال کے طور پر استعمال کرتے رہنے سے گزشتہ دَورِ حکومت میں علماء عوام کی زبان پر اتنے بدنام ہوئے کہ الامان والحفیظ۔ علماء اپنے قول وفعل کے ساتھ عوام کے مقتداء شمار ہوتے ہیں، ان کی طرف سے کوئی غلط قول وفعل سرزد ہونے پر عوامی دنیا میں بہت غلط اَثر پڑتا ہے۔

ممکن ہے کہ اس طرزِ عمل کو اس جماعت سے وابستہ یا اس کے حامی حضرات سیاسی حکمتِ عملی سے تعبیر کریں۔

لیکن اس سلسلہ میں ہم تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کی سیاسی حکمتِ عملی تو جھوٹ اور مکر وفریب سے بھری ہوئی ہمارے ملک کی غیر اسلامی جمہوری سیاست کا حصہ ہے۔ جس کو منافقت سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے، مگر دین ومذہب اور اس سے وابستہ افراد کے لیے یہ کسی طرح زیب نہیں دیتا، اور سیاست برائے سیاست کے بجائے سیاست برائے شریعت کا اصول ہی اسلام کا حقیقی تقاضہ ہے۔ [۱]

اگر کسی کو شرعی پابندیوں سے آزاد ہو کر مروَّجہ سیاست اور سیاسی عہدوں کا زیادہ ہی شوق ہو تو وہ اسے

---

[۱] ایک مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حسی کامیابی کا ہو جانا تو کوئی کمال کی بات نہیں، اس لیے کہ ایسی کامیابی کافروں کو بھی ہو جاتی ہے، اور مسلمانوں کی اصل کامیابی تو وہ ہے کہ چاہے غلامی ہو، مگر خدا راضی ہو، اور اگر حکومت ہوئی اور ان کی مرضی کے خلاف ہوئی، وہ راضی نہ ہوئے تو فرعون کی حکومت اور تمہاری حکومت میں کیا فرق ہوا؟

بس ان کے راضی کرنے کی فکر کرو، ان سے صحیح معنوں میں تعلق کو جوڑو، اسلام اور احکامِ اسلام کی پابندی کرو (الافاضاتُ الیومیہ جلد۵ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹، ملفوظ نمبر ۱۹۰)

مبارک ہو، لیکن یہ کام تو بے شمار غیر مذہبی جماعتیں اور کرپٹ شخصیات پہلے ہی کر رہی ہیں۔

اہلِ علم اور مذہبی مقتداؤں کے لیے یہ طرزِ عمل بہرحال کسی طرح درست نہیں لگتا، اس سے بہتر یہ ہے کہ علمی شخصیات مروّجہ سیاست سے عملی طور پر الگ رہ کر سیاسی لوگوں کو وعظ و تلقین کرتی رہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے ان چیزوں پر بہت مفصّل و مدلّل انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ [1]

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت و بصیرت کی نعمت سے مستفید فرمائیں۔ آمین

---

[1] چنانچہ ایسی سیاست کے بارے میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اہلِ علم حضرات کے لیے ارشاد فرماتے ہیں:

''تجربہ اس پر بھی شاہد ہے کہ عام سیاسی لیڈر مصالحِ ملکی (یعنی ملکی مصلحتوں) کو دین پر مقدم رکھتے ہیں، اور جب مصلحت و مذھب میں تعارض (اور ٹکراؤ) ہوتا ہے تو مذھب میں بعید سے بعید (یعنی دور دراز کی) تاویل کرنے میں دریغ نہیں کرتے، چنانچہ علماءِ مذکورین بھی اس میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ان کی تاویل چونکہ برنگِ دین ہوتی ہے، اس لئے وہ عام مسلمانوں کو زیادہ غلطی میں مبتلا کرتی ہے، لہٰذا اس وقت طریقِ کار یہ مفید ہوسکتا ہے کہ سیاسی جماعت علیحدہ ہو اور مذہبی علیحدہ، اور مذہبی جماعت اپنا اصلی کام تبلیغ کا اس طرح انجام دے کہ مسلمانوں کی سیاسی جماعت کی نگرانی کرے کہ یہ سیاسی جماعت مسلمانوں کے حقوق کا گورنمنٹ سے مطالبہ کرتے وقت شریعت کے خلاف عمل نہ کر بیٹھے، اور چونکہ موجودہ زمانہ میں سیاسی جماعت مذہبی جماعت سے پوچھ کر عمل کرنے کی عادی نہیں رہی، اس لئے علماء کے ذمہ تھا کہ خود اس جماعت کے پاس پہنچتے اور احسن طریقہ سے تبلیغ کرتے............

اگر علماء اپنا اصلی کام تبلیغ ہی رکھتے اور اصل سیاست (علماء کے حق میں) یہی تھی کہ مسلمانوں کو سچا مسلمان بنا دیا جاوے تو آج (اپنے) جس وقار اور عظمت کے کھونے کی علماء شکایت فرماتے ہیں، اس سے عظمت اور وقار میں چار چاند لگ جاتے اور ثوابِ آخرت تبلیغ کا اور حفاظتِ دین کا مزید براں۔

لہٰذا اس زمانہ میں موجودہ طریقہ پر علماء کا سیاسی لیڈر کی حیثیت سے سیاست میں شریک ہونا میرے نزدیک سخت مضر ہو رہا ہے، جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس طرز میں لیڈروں کو مقابلہ کا موقعہ دینے سے علماء کی وقعت اور عظمت مسلمانوں کے دلوں سے نکلی جا رہی ہے، جو مسلمانوں کے دین کو ہمیشہ کے لئے مضر ہو رہی ہے اور اگر یہ حضرات تبلیغ فرما کر لیڈروں کو سنبھالتے تو اس طرز میں شرعی طریقہ پر ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت بھی ہوتی اور علماء کی عظمت بھی بڑھتی اور ہم خرما ہم ثواب کا مصداق ہوتا'' (البدائع ص ۶۲، ۶۳)

مولانا محمد امجد حسین

علم کے مینار

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط۳)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

مضمون کا درجِ ذیل حصہ مفتی صاحب موصوف کا خودنوشتہ ہے

حفظ کے استاذ ”مولانا شمشاد احمد زید مجدہم“

بندہ نے جن استاذ صاحب سے قرآن مجید کا اکثر حصہ حفظ کیا، وہ مولانا شمشاد احمد صاحب جلال آبادی زید مجدہم ہیں، جو کہ مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد کے فضلاء میں سے ہیں اوران کا اصل وطن قصبہ جلال آباد ہی ہے۔

مدرسہ امداد العلوم میں اس وقت یہ حفظ کے استاذ تھے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ فارسی کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھایا کرتے تھے، محنتی استاذ تھے، اوراس زمانے میں ان کا رات کو قیام اپنے اہل خانہ کے ساتھ جلال آباد میں ہی ہوتا تھا، مگر روزانہ صبح سویرے وہاں سے مدرسہ کے وقت پہنچ جایا کرتے تھے، اور سائیکل پر مدرسہ آتے تھے، حاضری کے بہت پابند تھے، گرمی ہو یا سردی دس پانچ منٹ کے فرق کے ساتھ مدرسہ پہنچ جایا کرتے تھے، ہم تو بعد فجر ہی سے درسگاہ میں حاضر ہوکر اپنا سبق وغیرہ یاد کرنے میں مشغول ہوجایا کرتے تھے اور جب ان کی آمد کا وقت قریب ہوتا تھا تو مدرسہ کے مرکزی دروازہ پر نظریں پھرنا شروع ہوجاتی تھیں، ہماری درسگاہ مدرسہ کے جنوب میں مہمان خانہ کے برآمدہ میں واقع تھی، سردیوں کے موسم میں سردی سے حفاظت کے لئے دروازوں پر نصب کپڑے کے پردے نیچے لٹکا دیئے جاتے تھے، جن کے نیچے اور اوپر سیدھے لکڑی کے ڈنڈے لگے ہوتے تھے اوران کو بند کرتے وقت لپیٹ کر اوپر کرکے رسی سے باندھ دیا جاتا تھا۔

اس درسگاہ سے مرکزی دروازہ بالکل سیدھ میں نظر نہیں آتا تھا، کیونکہ یہ دروازے سے کچھ بائیں طرف واقع تھی، سب سے پہلے استاذ صاحب کی آمد کا علم ان کی سائیکل کے اگلے پہیے سے ہوتا تھا، جو ہمیں نظر آتا تھا اور ہم چوکنے ہوجاتے تھے، استاذ صاحب یہ سائیکل دروازے کے ساتھ اندر جوتے رکھے جانے

والی جگہ دیوار سے ملا کر کھڑی کیا کرتے تھے۔

بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ تیز بارش کی وجہ سے اندازہ یہ ہوتا تھا کہ شاید آج استاذ صاحب نہ پہنچ سکیں، لیکن تھوڑی سی دیر کے وقفہ سے خود اور سائیکل سمیت بھیگے ہوئے اور برساتی اوڑھے ہوئے پہنچ جاتے تھے۔ بعض اوقات موسم یا سائیکل کی خرابی کے باعث بس یا سائیکل رکشہ سے بھی سفر کر کے پہنچتے تھے۔

جلال آباد، تھانہ بہون کے درمیان تین چار کلومیٹر کا فاصلہ تھا بعد میں طرفین سے آبادی کے پھیلاؤ کے بعد شاید یہ فاصلہ اور بھی کم ہو گیا ہو، اور کچھ فاصلہ مرکزی سڑک سے اپنے گھر تک اور تھانہ بہون کے اڈے سے مدرسہ تک کا بھی تھا، شاید یہ فاصلہ بھی ایک دو کلومیٹر کا بن جاتا ہو۔

ایک دن استاذ صاحب نہیں پہنچ سکے اور غیر حاضری ہو گئی، اگلے دن معلوم ہوا کہ سائیکل پر سوار ہونے کی حالت میں کسی طرح ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور کچھ چوٹیں اور زخم وغیرہ بھی آئے ہیں، اس عرصہ میں کچھ ہفتہ بھر یا اس کے لگ بھگ غیر حاضری رہی، اور ناسمجھ طلبہ استاذ صاحب کے اس حادثہ اور غیر حاضری سے خوش تھے۔ اللہ تعالیٰ درگزر فرمائیں۔

جب میرے تقریباً ۲۳ پارے ہو گئے تو یہ استاذ صاحب مدرسہ امداد العلوم سے کسی وجہ سے الگ ہو گئے۔ اور تدریس کا سلسلہ تھانہ بہون کی جامع مسجد میں شروع کر دیا جو کہ بس اڈے کے قریب تھی۔

ان کی جگہ جن استاذ صاحب کی تقرری ہوئی ان سے مجھے کچھ مناسبت پیدا نہ ہو سکی اور میں نے بھی جامع مسجد میں ہی داخل ہو کر حفظ کے باقیماندہ سلسلہ کو ان استاذ صاحب کے سامنے جاری رکھا، لیکن جامع مسجد کے کچھ انتظامی امور کے باعث چند دنوں بعد واپس مدرسہ امداد العلوم منتقل ہونا پڑا۔ اور اس طرح آغاز کے ساتھ تکمیل بھی حفظ کی بحمد اللہ تعالیٰ مدرسہ امداد العلوم میں ہی ہوئی۔ فللّٰہ الحمد والشکر

حفظِ قرآن مجید کے بعد پہلی مرتبہ تراویح میں امامت

قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد میں نے جو پہلی تراویح پڑھائی، وہ تھانہ بہون کے بازار کی ''شاہ لعل والی'' مسجد میں سنائی، اس مسجد کا نام یہی تھا یعنی ''شاہ لعل والی مسجد'' اور یہ قصبہ کے بازار کے درمیان میں دوسری منزل پر واقع تھی، اور اس مسجد کے صحن اور غسل خانوں وغیرہ کے نیچے دو اطراف میں کئی عدد دو کانیں تھیں، جو کرایہ پر چڑھی ہوئی تھیں، اگرچہ یہ کرایہ مسجد کے فنڈ میں جمع ہوتا تھا، لیکن کرایہ اتنا کم تھا کہ اس کو شمار میں لانا بھی ایک طرح سے فضول معلوم ہوتا تھا، لیکن دو کانوں کے تعداد میں کافی زیادہ ہونے کی وجہ سے مجموعی

طور پر کچھ نہ کچھ مسجد کی معمولی ضروریات کے لیے کفایت کر جاتا تھا، مسجد کے دیگر اطراف میں نیچے غالبًا ایک دو مکان بھی تھے، اس مسجد میں بندر بہت زیادہ ہوتے تھے، کیونکہ اس مسجد کا رقبہ کافی تھا، اور دوسری منزل کی وجہ سے سنّاٹا کافی رہتا تھا، اس لیے پورے گروہ کے گروہ بندر یہاں کی دیواروں اور چھتوں پر چڑھے، بیٹھے اور لیٹے رہتے تھے، اور مختلف چیزیں کہیں سے اُٹھا اُٹھا کر یہاں لاکر کھاتے رہتے تھے، جب کبھی اس مسجد میں دن کے وقت نماز پڑھنے کے لیے جانے کا اتفاق ہوتا تو ان بندروں سے بہت خوف محسوس ہوتا تھا، کیونکہ ان بندروں میں بعض بندر بہت غصیلے اور جذباتی بھی ہوتے تھے، اور اگر کسی بندر کے چھوٹے بچے ہوتے تھے تو اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے ان کی ماں بہت اہتمام کرتی تھی، اور قرب وجوار میں آمد ورفت کرنے والے انسانوں پر گہری نظر رکھتی تھی، اور جس سے اسے اپنی یا اپنے بچوں کی جان کا خدشہ ہوتا تھا، اس پر حملہ آور ہو جاتی تھی، البتہ جب ایک سے زیادہ افراد ہوتے تھے تو اس وقت بندر حملہ آور ہونے سے گھبراتا تھا، مگر یہ بندر دن کے وقت تو دکھائی دیتے اور نظر آتے تھے، لیکن رات کے وقت یہ اپنے مخصوص ٹھکانوں اور ڈیروں پر پہنچ جاتے تھے۔ اس مسجد کا نام شاہ لال والی کیوں رکھا گیا؟

اس کے متعلق ایک روایت یہ سنی گئی ہے کہ اس مسجد کے احاطہ میں کسی اللہ والے کی بہت پُرانی قبر ہے، جو کہ نیچے والی منزل میں زینہ کے نیچے ہے، جس کے ساتھ مسجد کا کنواں بھی ہے، اور کسی زمانے میں اس قبر کے قرب وجوار سے کوئی عورت ہیرے جواہرات پہن کر نہیں گزر سکتی تھی، اور اگر کوئی گزرنا چاہتی تھی تو اس کو وہاں کوئی تکلیف محسوس ہوتی تھی، اس مناسبت سے ''شاہ لعل والی مسجد'' اس کا نام پڑ گیا، اور اب تک چل رہا ہے، اگرچہ اب اس قسم کے اثرات یہاں محسوس نہیں ہوتے، واللہ اعلم اس میں کیا حکمت ہوگی؟

بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی کرامات تو برحق ہیں، جو بعد وفات بھی بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ظاہر فرما دیتے ہیں۔ اور کرامت کے بارے میں یہ اُصول ہے ہی کہ اس میں قدرت اللہ تعالیٰ کی کارفرما ہوتی ہے، مگر ظہور کسی اللہ والے کے ذریعہ سے ہوتا ہے، اس کو کرامت سے ملتا جلتا عمل یعنی تصرف بھی کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال اس مسجد میں حفظِ قرآن مجید کے بعد تراویح میں پہلی محراب سنائی، جس جگہ قصبہ میں میرا قیام تھا وہ جگہ اس سے کچھ فاصلہ پر مدرسہ امداد العلوم کے قریب محلّہ محلات میں تھی، اور قصبہ میں مغرب کے بعد ہی عموماً اندھیرا چھا جاتا تھا، کیونکہ بجلی کی آمد بہت کم تھی، اور راستوں پر ہر جگہ بلب وغیرہ بھی لگے ہوئے نہیں ہوتے تھے، دوسری طرف گلیوں اور راستوں میں جگہ جگہ کتے بھی بہت ہوتے

تھے، اور بعض اوقات بالکل راستہ کے درمیان لیٹے، بیٹھے ہوتے تھے، اور اندھیرے میں چلتے ہوئے ان کے اوپر پاؤں پڑ جانے اور اس کی وجہ سے ان کی طرف سے کاٹنے کا اندیشہ ہوا کرتا تھا، اور بعض مرتبہ ویسے بھی چپ چاپ دائیں بائیں، یا پیچھے سے آ کر حملہ آور ہو جاتے تھے، جبکہ بعض کتے ایسے بھی تھے جو بھونکتے بہت زیادہ تھے، اور کچھ ایسی عادت کے تھے کہ بھونکتے ہوئے پیچھے پیچھے آتے تھے اور جب چلنے والا رُک جاتا تھا تو وہ بھی رُک جاتے تھے، اور پھر کھڑے کھڑے بھونکنا شروع کر دیتے تھے۔

لیکن تنبیہ الغافلین یعنی لاٹھی کا اثر اِن پر اتنا زیادہ تھا کہ جس راہ گزر کے ہاتھ میں وہ لاٹھی دیکھ لیا کرتے تھے، اس سے دُم دبا کر بھاگ جایا کرتے تھے، اس لیے بالخصوص رات کے وقت اپنے ساتھ لاٹھی رکھ لیتے تھے اور زمین پر مارتے ہوئے چلتے تھے، تا کہ کوئی کتا اگر بیٹھا یا لیٹا ہوا ہو، ڈنڈے کی آواز سُن کر راستہ سے ہٹ جائے۔

اور یہ طریقہ بھی دراصل مجھے اپنے ان استاذ صاحب سے ہی معلوم ہوا تھا، جن سے میں نے اکثر قرآن مجید حفظ کیا تھا، یعنی مولانا شمشاد احمد صاحب جلال آبادی زید مجدہم۔

کیونکہ حفظ مکمل ہونے سے پہلے جب غالباً میرے پندرہ پارے حفظ ہوئے تھے، اور یہ استاذ صاحب رمضان کے مہینے میں اسی شاہ لعل والی مسجد میں تراویح میں قرآن مجید سُنا رہے تھے اور مجھے انہوں نے بطور سامع رکھا ہوا تھا، ان کا قیام ان دنوں میں رات کو مدرسہ امدادُ العلوم میں ہوتا تھا، اور میری قیام گاہ اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر راستہ میں پڑتی تھی، اس لیے وہ مدرسہ سے آتے ہوئے میری قیام گاہ پر مجھے آواز دے کر بلا لیا کرتے تھے، اور اپنے ساتھ لیجاتے تھے اور واپسی پر مجھے گھر چھوڑ دیتے تھے، اور آتے جاتے ہوئے ہاتھ میں لاٹھی رکھتے تھے، جسے زمین پر مارتے ہوئے چلتے تھے، جس کی وجہ سے کتے کا حملہ آور ہونا تو درکنار بھونکنے کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔

حضرت مولانا سید ظہور الحسن کسولوی رحمہ اللہ

آپ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مجازِ صحبت تھے، اور سہارنپور میں امدادُ الغرباء کے نام سے ایک کتب خانہ چلاتے تھے، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے وصال اور مدرسہ امداد العلوم کے ناظم جناب مولانا شبیر احمد تھانوی صاحب رحمہ اللہ کے پاکستان آنے اور بعد میں مولانا حامد حسن صاحب رحمہ اللہ کی مدرسہ سے علیحدگی کا قضیہ پیش آنے کے بعد چند اکابر کے مشورہ سے آپ کو مدرسہ امداد العلوم کا مہتمم مقرر کیا گیا تھا،

Iqra Ghufran

آپ نے اپنے زمانہ میں مدرسہ امدادالعلوم کے نظم ونسق کو اپنی حسبِ حیثیت بہتر طریقہ پر انجام دیا، اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے ذوق کو برقرار رکھنے کا اہتمام رکھا۔ آپ کو رَعشہ کی بیماری تھی جس کی وجہ سے سراور ہاتھوں میں کپکپی تھی، میری رمضانُ المبارک میں ولادت کے باعث عارضی نام محمد رمضان تجویز کیا گیا تھا، لیکن آپ (علیہ الرحمہ) نے محمد رضوان نام تجویز کیا اور فرمایا کہ ''رضوان جنت کے داروغہ (نگہبان ومحافظ فرشتہ) کا نام ہے'' رمضان میں پیدائش کی مناسبت اور وزن کی سلامتی کے اعتبار سے رضوان زیادہ موزوں ہے۔ مولانا موصوف کو آخر میں فالج کی بیماری ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے دوافراد دائیں بائیں اپنے کاندھوں پر آپ کے دائیں بائیں بازوؤں کا سہارا دے کر گھر اور مدرسہ لایا اور لے جایا کرتے تھے، میرے بچپن کی حالت میں ہی آپ کا وصال ہوگیا، اور جنازہ میں ایک جمِّ غفیر دیکھنے والوں نے بیان کیا۔

میری عمر غالبًا سات سال کی ہوگی، مدرسہ امدادالعلوم میں ظہر کی نماز باجماعت کی پچھلی صف میں، میں بھی شریک تھا اور سردیوں کا موسم تھا، سردیوں میں ظہر کی نماز مسجد کے صحن میں دھوپ میں پڑھی جاتی تھی، صحن کے ساتھ پیچھے متصل مدرسہ میں چھت سے پاٹی ہوئی حوض بھی واقع تھی۔ ایسے میں بچوں کے لئے پیچھے اسی مسقّف حوض کے اوپر کھڑا ہونے کی جگہ نماز کے لئے مقرر تھی۔ اس وقت میرے برابر میں ایک اور لڑکا تھا جس کا نام مسعود تھا اور کچھ دِنوں بعد اس کا انتقال بھی ہوگیا تھا۔

نماز کے دوران میرے اس ساتھی کو (جو کہ میرا مخلص رفیق تھا) کسی بات پر ہنسی آئی اور ہنسی کی آواز غیر معمولی طور پر اونچی ہوگئی۔ جس کو نماز میں شریک مولانا ظہورالحسن کسولوی صاحب رحمہ اللہ نے سن لیا اور سنتوں سے فراغت کے بعد اہتمام گاہ جو کہ مولانا شبیرعلی تھانوی صاحب کے کتب خانے والے برآمدہ میں واقع تھی ہم دونوں کو طلب کرلیا گیا، باز پرس کرنے پر میں نے دوسرے ساتھی کا نام لیا اور اس نے خوف کے مارے میرا نام لے دیا۔

مولانا موصوف نے ہم دونوں کو برآمدہ میں مرغا بنادیا اور ایک قمچی طلب کرلی گئی، میرے ساتھی نے اس وقت ہرے رنگ کے شنیل کے کپڑے کا گرے (سبز) کوٹ پہن رکھا تھا، اور میرے جسم پر اتنا موٹا لباس نہ تھا، اس لئے مجھے مرغا بنے ہونے اور قمچی طلب کرنے کے وقت ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ آج تو میں زیادہ خسارہ میں رہوں گا اور وہی ہوا کہ مولانا موصوف نے دونوں میں مساوات کا لحاظ کرتے ہوئے تین چار قمچیاں کمر پر رسید کیں، لیکن جسموں اور قمچی کے درمیان حائل کپڑوں کے تفاوت سے جو اس کی ضرب کے

اثر میں فرق ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ اس وقت مجھے اپنے جسم پر موٹا کپڑا نہ ہونے کا شدت سے احساس ہوا کیونکہ میری یادداشت کے مطابق مرغا بن کر قمچیاں کھانے کا یہ ایک ہی واقعہ ہے، جس سے پہلے اور بعد میں کوئی اس طرح کا واقعہ پیش آنا یاد نہیں پڑتا۔

بہرحال نام تجویز فرمانے کے علاوہ آپ کے ہاتھ سے تنبیہ وتادیب پانے کی یہ نسبت بھی آپ کے ساتھ بندہ کو حاصل ہے، اللہ تعالیٰ اس تادیب کو طرفین کے لئے اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں۔

حضرت حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ کی ایک کرامت

مدرسہ امداد العلوم میں مولانا شبیر علی تھانوی صاحب کے کتب خانہ کے باہر جو برآمدہ ہے، جس میں مجھے ضرب پڑی اس برآمدہ کے باہر صحن تھا مگر نیم صحن، کیونکہ اس کے کچھ حصہ کو نالی دار جستی چادروں سے پاٹ دیا گیا تھا۔ اس جگہ سردیوں کے موسم میں دوپہر کے وقت طلبہ دھوپ میں بیٹھ کر تعلیمی مشاغل میں مصروف رہتے تھے، اس زمانے میں قرآن مجید حفظ وناظرہ کی صبح کی تعلیم کے آخری حصہ میں کچھ وقت کتابت کی مشق اور ابتدائی اردو، دینیات کے لئے مقرر تھا۔

بہرحال اس حصہ میں ہم سردیوں کے موسم میں دھوپ سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے، لیکن حضرت حافظ ضامن صاحب شہید رحمہ اللہ اپنے زمانے میں حقہ کے لئے جس جگہ آگ جلا اور دبا کر رکھا کرتے تھے، ان کی کرامت جو بعد تک مشہور تھی اور ہم نے بھی مشاہدہ کیا کہ وہ جگہ سردیوں کے موسم میں بھی گرم رہا کرتی تھی۔ اور ہم ہاتھ پاؤں لگا کر اس جگہ کی حرارت کو وقتاً فوقتاً دیکھتے اور محسوس کرتے تھے۔

(جاری ہے..........)

تذکرۂ اولیاء امتیاز احمد

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

خواتینِ اسلام کے حیرت انگیز واقعات

دور شمس وقمر میں اگر ایک مردافگن اپنے آپ کو ایک جانباز اور ایک شعلہ جوّالہ تصور کرتا ہے تو اس کے اظہار شان میں عورت کی طرف سے پیار، محبت، اطاعت، حوصلہ افزائی اور خدمت کا حصہ بھی اپنی پوری توانائی کے ساتھ ممد ومعاون ہوسکتا ہے ۔

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ اس کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

مرد اپنی مستعار زندگی میں کبھی بھی عورت کی ذات اور تشخص سے مستغنی نہیں رہ سکتا، چنانچہ ایامِ طفولیت اور صغرسنی میں ماں کے سایۂ عاطفت میں رفق وعنایت کا کھلونا، لڑکپن میں ہمشیرگان اور ہم جولیوں کے شگفتہ مزاجی کے ساتھ شریکِ محفل، اور عنفوانِ شباب کے بعد لالہ رخ گل رعنا کے سامان آرائش وزیبائش کا سرمایۂ تاج، اور بڑھاپے میں سیلِ دختراں ونبیرگان کی جھمیلوں اور بکھیڑوں کے لئے تختۂ مشق بنا رہتا ہے، تو گویا مرد نامدار ازاول تا آخر زمرۂ تانیث کا معنون ہے۔

اسی تعلق کی بناء پر یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ عورت کے نرم اور لجاجت سے بھرپور لہجہ کا اثر مرد پر بہت گہرا اور بہت جلد ہوجاتا ہے، اگر عورت اس اثر کو صحیح رخ پر استعمال کرے تو پورے گھرانے بلکہ معاشرے کے لئے نویدِ مسرت وخوشنودی کا باعث بن جاتا ہے، اور اگر تعلیم میں کمی یا نقص رہ جائے یا صحیح حالات کے خلاف تعلیم دی جائے تو ظاہر ہے کہ اس کا اثر منفی رہے گا۔

جس علم سے زن ہوتی ہے نازن کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

تو گویا نظامِ کائنات میں وجودِ زن کو مرکزی حیثیت اپنانے کے لئے اس کی اصلاح وتربیت پر پوری توجہ دینا ضروری ہے، چنانچہ عملی زندگی میں رہنمائی کے لئے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں، اور بقول مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ کہ:

”بزرگوں یہ معمولات اس وجہ سے نہیں لکھے جاتے کہ سرسری نگاہ سے ان کو پڑھ لیا جائے یا کوئی تفریحی فقرہ ان پر کہہ دیا جائے، بلکہ اس لئے ہیں کہ اپنی ہمت کے موافق ان کا اتباع

کیا جائے اور حتی الوسع پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے کہ ہر لائن اپنے مخصوص امتیازات میں دوسرے پر فائق ہے‘‘

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی صاحبزادی

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں (اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو مدینہ منورہ کے گورنر تھے ان کے داماد ہیں) بڑے محدثین میں ان کا شمار ہے۔

ان کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ بن ابی وداعہ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے، ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہو سکے، کئی روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعید رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا، کہاں تھے؟ عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے، اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا، تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر آنے لگا، فرمایا! دوسرا نکاح کرلیا؟ میں نے عرض کیا حضرت مجھ سے کون نکاح کرے گا، دو تین آنے (معمولی) کی میری حیثیت ہے، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا ہم کر دیں گے اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر پر مجھ سے کر دیا۔

نکاح کے بعد میں اٹھا خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لئے کس سے قرض مانگو، کیا کروں؟ اسی فکر میں شام ہوگئی، میرا روزہ تھا، مغرب کے وقت روزہ افطار کیا اور کھانے کے بعد کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، باہر آ کر دیکھا کہ سعید بن المسیب رحمہ اللہ ہیں، آپ نے فرمایا! مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے تنہا رات کو سونا مناسب نہیں، اس لئے تمہاری بیوی کو لایا ہوں، یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازے سے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے تشریف لے گئے، وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی۔

میں نے چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی، لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعید نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے اور لڑکی کو وہ خود پہنچا گئے ہیں سب کو بڑا تعجب ہوا، جب میں اس لڑکی کو ملا تو دیکھا نہایت خوبصورت، قرآن مجید کی بھی حافظہ اور سنتِ رسول سے بھی زیادہ واقف، شوہر کے حقوق سے بھی زیادہ باخبر۔

ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعید میرے پاس آئے، نہ میں ان کی خدمت میں گیا، ایک ماہ بعد حاضر ہوا، تو فرمایا اس آدمی (بیوی) کو کیسا پایا، میں نے عرض کیا نہایت بہتر ہے، فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو لکڑی سے خبر لینا، میں واپس آ گیا تو ایک آدمی کو بھیجا جو بیس ہزار درہم مجھے دے گیا، اس لڑکی کو

عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کے لئے جو ولی عہد بھی تھا، مانگا تھا، مگر حضرت سعید نے عذر کر دیا تھا، جس کی وجہ سے عبدالملک ناراض بھی ہوا تھا۔

فائدہ: اس واقعہ سے کئی سبق حاصل ہوتے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......کمتر شخص کا اعلیٰ وارفع، خواہ ظاہری علوم میں ہو یا باطنی علوم میں یا دنیاوی امور میں خصوصاً اہل اللہ کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہونا اس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائی اور فوز وفلاح مضمر ہے۔

(۲)......کمتر شخص کا اپنے سے اعلیٰ شخص کو اپنی ذاتی نجی معاملات وحالات سے آگاہ کرادینا، بہ امید مشورہ مفید ودعائے خیر کے باعثِ خیر ہے۔

(۳)......مخدوم کا اپنے خادم کے حالات سے آگاہ ہونا۔

(۴)...... جو لوگ دنیاوی دھندوں میں پھنس کر رسم ورواج کے غلام بن چکے ہیں اور ''اپنا کلہاڑا اپنے پاؤں پر مارنا'' کے مصداق ہیں، ان جیسے لوگوں کے لئے یہ واقعہ بہت زیادہ سبق آموز ہے۔

(۵)......بقول کسی بزرگ کے آج کل شادی بیاہ ایک کاروباری سٹہ کی شکل اختیار کر گیا ہے، رشتہ کی بات چیت نہیں ہوتی، کاروبار ہوتا ہے، لڑکے والے دام لگاتے ہیں، اور قیمت چکاتے ہیں اور لڑکی والے ترازو کے پلڑے میں لڑکی کو بٹھا کر دام وصول کرتے ہیں۔

(۶)......اولاد کو علومِ دینیہ سے مزین کرنا اور اخلاقی تربیت سے آراستہ کرنا ایک اہم رکن ہے۔

(۷)......علومِ دینیہ اور علومِ دنیوی کے ساتھ ساتھ حقوق وفرائض اور خانہ داری کے امور جو فی زمانہ مفقود اور معدوم ہیں ان پر زیادہ توجہ دینا کیونکہ تمام برائیوں اور خرابیوں کی جڑ حقوق وفرائض سے غفلت برتنا ہے۔

(۸)......شادی، نکاح کے بعد چونکہ ازروئے شریعت بیوی کے فرائض خدمت واطاعت اپنے شوہر پر بہ نسبت اپنے والدین سے زیادہ ہیں، تو شادی کے بعد بیوی کے والدین کو میاں بیوی کے درمیان دخل درمعقولات سے گریز چاہئے، حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں تم اپنے دامات اور بہنوئی کے مددگار رہو، اس سے تم اپنی بیٹی اور بہن کا دین قائم رکھ سکو گے، اور ان دونوں کے ساتھ مل کر ان کے خاوندوں کی مخالف نہ کرنی چاہئے، اس سے ان کا دین بگڑے گا۔

(۹)......فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ کی رُو سے جب کوئی فیصلہ شریعت کے مطابق ہو، تو دنیادار

اور صاحبِ جاہ لوگوں کے طعن و تشنیع اور عناد کی پرواہ نہ کرنا۔

حضرت مولانا مملوک رحمہ اللہ کی بیوہ صاحبزادی کے نکاح کا سبق آموز واقعہ

مولانا نے اپنی بیوہ لڑکی کی شادی اس طرح کی تھی، جیسے کنواری کی کرتے ہیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ بیوہ کے نکاح کو ناک کٹی سمجھتے تھے، نکاح کے بعد مولانا نے نائی کو حکم دیا کہ آئینہ تمام برادری کو دکھلا دے، سب اپنی اپنی ناکوں کو دیکھ لیں کہ کٹیں تو نہیں۔

محرم کے مہینے میں شادی سے پرہیز کرنا غلط ہے

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں محرم کے مہینہ میں نکاح وشادی کو ناگوار اور مکروہ سمجھ لیا ہے، چنانچہ ہمارے ایک عزیز کی شادی محرم کے مہینہ میں قرار پائی، لڑکی کے ولی کو یہ بات ناگوار ہوئی، مگر انہوں نے اتنا کرم کیا کہ شادی میں گو خود شریک نہ ہوئے لیکن اجازتِ نکاح دے دی، اور ہم نے مقررہ دن نکاح کیا، کئی سال تک مستورات کو فکر رہا کہ دیکھئے کوئی ناگوار بات نہ پیش آجائے، مگر بحمد اللہ ایسی کوئی بات پیش نہیں آئی، اور دونوں میاں بیوی خوش وخرم ہیں اور صاحبِ اولاد بھی ہیں، حق تعالیٰ نے کھلی آنکھوں دکھلا دیا کہ عوام کا زمانے کے متعلق یہ خیال بالکل غلط ہے۔

فاطمہ بنتِ ضحاک کلبیہ کا واقعہ

۸ ہجری سرکارِ دوعالم ﷺ نے فاطمہ بنتِ ضحاک کلبیہ نامی عورت سے نکاح فرمایا اور ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی، یہ خاتون دین سے زیادہ دنیا کی طرف مائل تھیں، یہ دیکھ کر ان سے مفارقت (طلاق) اختیار فرمالی، ان کی زندگی کے آخری ایام بڑے عبرتناک گذرے، دنیا اختیار کرنے والی کا انجام یہ ہوا کہ گزارے کے لئے کھجور کے چھلکے یا گوبر جمع کرتی پھرتی تھیں، کسی نے پوچھا تم کون ہو؟ تو کہا میں وہ بدبخت ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر دنیا کو ترجیح دی (اصح السیر ص ۶۰۶)

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا جذبۂ محبت

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنی بیوی کے گھٹنے پر سر رکھ کر لیٹے تھے، آپ کی اہلیہ بھی رونے لگی، تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کیسے روئیں؟ انہوں نے جواب دیا آپ کو روتا دیکھ کر۔

ختم شد

پیارے بچّو! ابوفرحان

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

شرابی

پیارے بچو! یوں تو انسان کو ہر ایک چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا چاہئے......اور کسی بھی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ہر گناہ ہمیں آگ اور دوزخ کی طرف لے کر جاتا ہے، اور دوزخ میں سخت کی قسم کی آگ دہک رہی ہے جس کا ایندھن انسان اور جنات ہیں، جو کہ دنیا میں گناہ کرنے اور بداعمالیوں کی وجہ سے اس کا ایندھن بنیں گے۔ تو ہمیں ہر ایک گناہ سے بچتے رہنا چاہئے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ گناہ ایک آگ کی چنگاری ہے، یہ سوچ کر کہ یہ چھوٹی سی چنگاری ہے ہم اس آگ کو اپنے بستر میں تو نہیں رکھ سکتے۔ جس طرح ہم آگ کے بڑے شعلے سے بچتے ہیں اسی طرح چھوٹی چنگاری سے بھی خود کو بچاتے ہیں، کیوں کہ چھوٹی چنگاری سے ہی بڑا شعلہ بن جاتا ہے۔ ایسی ہی مثال چھوٹے اور بڑے گناہوں کی ہے، چھوٹے چھوٹے گناہوں سے اگر نہ بچا جائے تو بڑے گناہوں سے بچنا بھی بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پیارے بچو! آج آپ کو ایک شرابی کی کہانی سناتے ہیں۔ بنی اسرائیل قبیلے کا ایک بادشاہ تھا اس کو خیال آیا کہ یہ پتہ لگانا چاہئے کون سا گناہ سب سے بڑا ہے......اس نے بہت غور کیا......مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کبھی سوچتا کہ کسی کو ناجائز قتل کرنا بڑا گناہ ہے......کبھی اسے خیال ہوتا کہ سور کا گوشت کھانا بڑا گناہ ہے......کبھی ذہن میں آتا کہ شراب پینا بڑا گناہ ہے......کبھی سوچتا کہ جوا کھیلنا بڑا گناہ ہے۔ اس بادشاہ نے ایک آدمی کو اپنے دربار میں بلایا اور اسکو حکم دیا کہ آج تیرا جس گناہ کرنے کو دل چاہے کر لے۔ چاہے تو شراب پی لے، جوا کھیل...... کسی کو قتل کر لے......یا سور کھا......میری طرف سے آج معاف ہے......میں کوئی قانونی سزا نہیں دونگا......لیکن صرف ایک گناہ کرنا، دوسرا گناہ کرنے کی اجازت نہیں۔ اس نے بہت سوچا کہ کون سا گناہ سب سے چھوٹا ہے وہی کروں، بالآخر اس نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا کہ شراب پی لیتا ہوں کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا، اور بادشاہ کا حکم بھی پورا ہو جائے گا...... یہ سوچ کر شراب خانے جا پہنچا......اور شراب پی لی۔ شراب پیتے ہی نشہ چڑھا، بے ہوشی ہوئی اور عقل خراب ہوگئی۔ نشے میں ہوٹل جا کر سور کھایا اور جوا خانے میں جا پہنچا......وہاں جا کر جوا کھیلتا رہا......جُوے میں ہار جیت میں کچھ لڑائی جھگڑا ہوا اور تلوار نکال

Idara Ghufran

کر ایک بندہ کو قتل کر دیا۔ پولس نے پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا، تب بادشاہ نے کہا کہ نشہ کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اور نشہ کرنے پر سخت پابندی لگائی۔

پیارے بچو! آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکوں پر گلی محلوں میں کئی نشئی بے ہوش پڑے ہوتے ہیں...... کوئی ان کو ہوش نہیں ہوتا...... نہ کھانے کا پتہ نہ صفائی کی خبر...... بلکہ نالیوں اور نجاست کے ڈھیروں پر پڑے ہوتے ہیں...... اس کے علاوہ نشہ کرنے سے کینسر، بلڈ پریشر، دل کا دورہ اور نہ جانے کیسی کیسی جان لیوا بیماریاں گھیر لیتی ہیں اس لئے ہمیں بھی اس سے بچنا چاہئے۔ اگر آپ کے دوستوں میں سے بھی کوئی سگریٹ، گٹکھا، نسوار، تمباکو، پان وغیرہ بری عادتوں میں مبتلا ہو تو اس کو روکنا چاہئے۔ کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک طرح سے چھوٹا نشہ ہیں اور نقصان ان کا بھی بہت ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ چیزیں آگے چل کر بڑے نشہ کا عادی بنا دیتی ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں سے بھی اپنے کو بچانا چاہئے، جو بری عادتوں میں مبتلا ہوں۔ اچھے اچھے دوست بنانے چاہئیں کیونکہ اچھی صحبت کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بری صحبت سے بچائے اور نیک بنائے آمین۔ واللہ اعلم بالصواب

بزمِ خواتین

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط ۸)

معزز خواتین! جن چیزوں سے زیب وزینت کی جاتی ہے ان میں مہندی بھی شامل ہے، جس کو زیبائش کے لئے بہت پہلے سے استعمال کیا جا رہا ہے، ذیل میں مہندی سے متعلق چند باتیں تحریر کی جا رہی ہیں:

مہندی لگانے کا حکم

خواتین کے لئے سر کے بالوں اور ہاتھ، پاؤں پر اسی طرح ہاتھوں پاؤں کے ناخنوں پر مہندی لگانا نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت (حضور ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس) نے لکھی ہوئی کوئی چیز (پردے کے پیچھے سے) ہاتھ بڑھا کر آپ ﷺ کو دینا چاہی تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا اس عورت نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو رقعہ دینا چاہا مگر آپ نے وصول نہیں فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں ہوا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ (اسی لئے میں نے ہاتھ کھینچ لیا) اس عورت نے عرض کیا کہ عورت کا ہاتھ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم عورت ہو تو تم اپنے ناخنوں کو مہندی سے رنگ تو لیتیں (سنن نسائی کتاب الزینہ، الخضاب للنساء ج۲ص ۲۷۹)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ خواتین کو ہاتھ پاؤں پر مہندی لگانا شرعاً پسندیدہ ہے۔

نقش ونگار والی مہندی لگانا

آجکل بعض خواتین ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پشت پر مہندی کے ذریعے نقش ونگار اور مختلف طرح کے ڈیزائن بنالیتی ہیں شرعاً یہ بھی جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ ایسے کاموں میں منہمک ہونا اچھا نہیں ہے اور اجنبی مَردوں کی نگاہوں سے بچانے کا اہتمام بھی ہونا چاہئے۔

کون مہندی کا استعمال

آج کل بازاروں میں کون مہندی اور مہندی سے تیار شدہ محلول دستیاب ہوتا ہے اس کا استعمال بھی خواتین

Idara Ghufran

کے لئے شرعاً درست ہے بشرطیکہ اس کے استعمال میں کوئی خرابی نہ ہو۔

کہنیوں تک نقش ونگار بنانا

آج کل بعض خواتین مہندی کے ذریعے ہاتھوں کے علاوہ بازوؤں پر بھی نقش ونگار اور پھولدار ڈیزائن بنالیتی ہیں، اپنی ذات میں تو یہ عمل بھی جائز ہے، لیکن محض زیب وزینت کی خاطر اتنے تکلفات میں پڑنا شرعاً پسندیدہ نہیں ہے، اس اعتبار سے یہ شریعت کے مزاج کے خلاف معلوم ہوتا ہے، علاوہ ازیں یہ عمل چونکہ عموماً بے پردہ اور فاسق فاجر خواتین اجنبی مَردوں کو اپنے بازوؤں کا حسن دکھانے کے لئے کرتی ہیں لہٰذا پابندِ شریعت خواتین کو ان کی مشابہت سے بچنے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

تنبیہ: ہاتھوں، پاؤں اور ناخنوں وغیرہ پر مہندی استعمال کرنے سے چونکہ ہاتھ، پاؤں مزین ہوجاتے ہیں اس لئے اجنبی مَردوں کی نگاہوں سے ان کی حفاظت کا اہتمام بھی خواتین کو کرنا چاہئے۔

بعض خواتین نقش ونگار والی مہندی خود لگانے کے بجائے دوکانداروں سے بنے بنائے ٹھپے اپنی ہتھیلیوں پر لگوالیتی ہیں، جس کا شرم وحیا کے خلاف اور گناہ ہونا واضح ہے، لہٰذا اس کام سے بچنا ضروری ہے۔

شادی کے موقع پر مہندی لگانے کی رسم

اوپر حدیث شریف کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے کہ زیب وزینت کی غرض سے خواتین کا مہندی لگانا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اسی اصول کے پیشِ نظر شادی کے موقع پر زینت کی غرض سے دولہن کا ہاتھ پاؤں اور ناخنوں پر مہندی لگوانا بھی درست بلکہ مستحب ہے، مگر شادی کے موقع پر آجکل مہندی کے نام سے جو رسم ہمارے معاشرے میں رائج ہے، وہ ہندوؤں سے لی گئی ہے، مہندی لگانے کے لیے اجتماع اور تقریب اور دعوت کے اہتمام کا کیا تعلق؟ اس کے علاوہ اس طریقے میں کئی خرابیاں جمع ہیں اس لئے اس مروجہ طریقے سے بچنا بہر حال سب کے لئے ضروری ہے۔

رسمِ مہندی میں رائج خرابیاں

(۱)......سب سے پہلی خرابی تو یہ ہے کہ دولہن کو مروجہ طریقے پر مہندی لگانے کو حد سے زیادہ ضروری سمجھا جاتا ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ مہندی کی رسم پوری نہ کی جائے تو شادی بیاہ کو ہی ناقص اور پھیکا خیال کیا جاتا ہے، نیز اس رسم کو پورا کرنے کے لئے مستقل دن وتاریخ طے کی جاتی ہے اور شادی کارڈوں پر بھی اس کو علیٰحدہ مستقل طور پر لکھنا اور مدعو حضرات کو اس کی علیٰحدہ اطلاع دینا اور دعوت دینا بھی اس کی علامت

ہے، کہ اس کو بے حد ضروری سمجھا جارہا ہے، حالانکہ اوّلاً تو بذاتِ خود مہندی لگانا صرف جائز اور زیادہ سے زیادہ مستحب ہے فرض واجب نہیں ہے، اس لئے اگر سرے سے کوئی لڑکی مہندی لگائے ہی نہیں تب بھی کچھ گناہ نہیں، اور کسی غیر ضروری کام کو ضروری سمجھنا یا اس کے ساتھ ضروری کام جیسا برتاؤ کرنا شرعاً جائز نہیں بلکہ گناہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی جائز یا مستحب کام کو انجام دینے کا شریعت نے کوئی طریقہ متعین نہ کیا ہو تو اپنی طرف سے کسی متعینہ طریقے کو لازم سمجھ لینا بھی شرعاً گناہ ہے، اور رسمِ مہندی کے مروجہ طریقے کو بھی آج کل لازم سمجھا جاتا ہے، چنانچہ اگر کوئی لڑکی شادی کے موقع پر سادگی کے ساتھ مہندی لگالے تب بھی لوگ اس کو مہندی کی رسم پوری نہ کرنے کا طعنہ دیتے ہیں (۲)...... مہندی کی رسم پورا کرنے کے لئے آج کل جو طریقہ رائج ہے اس میں یہ بھی لازم سمجھا جاتا ہے کہ مہندی لگانے کے لئے دولہا کے گھر یا خاندان کی عورتیں ہی اہتمام کریں اور دولہا کی رشتہ دار خواتین بھی یہ ذمہ داری اپنے اوپر ہی سمجھتی ہیں، حالانکہ شرعاً ایسا سمجھنا غلط اور گناہ ہے (۳)...... مہندی لگانے کے موقع پر بہت ساری متعلقہ وغیر متعلقہ خواتین جمع ہوجاتی ہیں جن میں اکثر عورتیں عموماً بے پردہ اور بن ٹھن کر آئی ہوتی ہیں اور کئی مَردوں کا بھی وہاں آنا جانا لگا رہتا ہے یہ بذاتِ خود گناہ ہونے کے ساتھ کئی گناہوں کا ذریعہ بھی ہے، اور یہ سارے گناہ مہندی کی رسم کا مروجہ طریقے سے اہتمام کرنے سے لازم آتے ہیں (۴)...... بعض جگہ اس موقع پر مَردوں عورتوں کا مخلوط اجتماع بھی ہوتا ہے جو اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے (۵)...... بعض اوقات اس موقع پر آتش بازی بھی کی جاتی ہے جو بذاتِ خود گناہ ہونے کے ساتھ کئی دنیوی خرابیوں کا سبب بھی بنتی ہے (٦)...... بعض گھرانوں میں اس موقع پر ڈھول باجا بجانے اور ناچ گانا کرانے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، جس کا حرام اور گناہ ہونا واضح ہے۔

(۷)...... عموماً ایسے مواقع پر تصویر کشی اور مووی بنانے کا بھی اہتمام ہوتا ہے، یا بعض نوجوان بطورِ خود اس مشغلے میں لگ جاتے ہیں، یہ بھی حرام اور سخت گناہ ہے (۸)...... بعض گھرانوں میں مہندی کی تقریب کے لیے دولہا، دولہن اور گھرانے کے بعض دوسرے افراد سُرخ مہندی کا رنگ کا خاص لباس اور گلوں میں پٹیاں ڈال لیتے ہیں جو کہ سراسر گناہ ہے (۹)...... سب سے بڑھ کر یہ خرابی ہے کہ مہندی کا مروّجہ طریقہ ہندو مذہب کے لوگوں کا ہے، لہٰذا اس ہندوانہ طریقہ سے بچنا ضروری ہے۔

یہ چند ایک خرابیاں ہیں جو سرِ دست ذہن میں آئی ہیں اگر مزید غور کیا جائے تو اور بھی کئی خرابیاں واضح ہوسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس قسم کے گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔ واللہ الموفق.

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

غیر عربی میں جمعہ کا خطبہ ناجائز و بدعت ہے

سوال: آج کل بعض لوگ یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ جمعہ کے خطبہ کے لئے عربی زبان کی ضرورت نہیں اور جیسے مخاطب ہوں ان کی زبان میں خطبہ دینا نہ صرف جائز بلکہ شریعت کا تقاضا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ عربی زبان دان تھے لہٰذا آپ ﷺ نے خطبہ عربی میں پڑھا لیکن جہاں مخاطب عربی نہ سمجھتے ہوں وہاں ان کی سمجھ والی زبان میں خطبہ دیا جائے گا؛ ورنہ خطبہ کا مقصد حاصل نہیں ہوگا۔
اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ وضاحت کردی جائے۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعہ وعیدین کا خطبہ عربی میں ہونا ہی اصل شریعت اور سنت کا تقاضا ہے اوراس کے خلاف دوسری زبانوں میں پڑھنا ناجائز اور بدعت ہے (امدادُ الاحکام جلد ا صفحہ ۷۵۱، جواہر الفقہ ج ا ص ۳۶۶)

خطبہ کا عربی زبان میں ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کا دائمی اور مستقل و متواتر عمل رہا ہے کبھی اس کے خلاف ثابت نہیں، باوجودیکہ بہت سے صحابہ غیر عربی زبان بولنے والے تھے۔

اور جس طرح آج اسلامی احکام کی تبلیغ اور اشاعت کی ضرورت ہے، اُس دَور میں اِس سے زیادہ تھی، کیونکہ اب تو دینی کتابیں اور رسائل تقریباً ہر زبان میں موجود ہیں، جو کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہیں تھیں۔ اور حضور ﷺ کے خطبہ میں شریک ہونے والے حضرات روم، فارس اور مختلف عجمی علاقوں کے لوگ ہوتے تھے، مگر اس کے باوجود حضور ﷺ عربی ہی میں خطبہ دیا کرتے تھے، اگر خطبہ سے اصل مقصود وعظ اور تبلیغ ہوتا تو حضور ﷺ کسی صحابی کو حکم فرمادیتے کہ خطبہ کا دوسری زبان میں حاضرین کو ترجمہ سُنادیں جیسا کہ آنے والے بعض وفدوں سے مذاکرے و مکالمے کے وقت ترجمان سے کام لیا جاتا تھا، لیکن نبوت کے پورے زمانے میں اس قسم کا ایک واقعہ بھی موجود نہیں۔

پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بے شمار غیر عربی علاقوں میں تشریف لے گئے اور وہاں جاکر لوگوں کو ان ہی کی زبان میں دینی اور شرعی احکامات کی تعلیم و تبلیغ فرمائی اور وہاں جمعہ کی نمازیں قائم فرمائیں، لیکن خطبہ کبھی

غیر عربی زبان میں نہیں پڑھا؛ ان حضرات کے خطبے تاریخ کی کتابوں میں آج بھی اپنے الفاظ کے ساتھ موجود ہیں، حالانکہ کسی علاقے میں اسلام آنے کے بعد لوگوں کو اُن کی زبان میں تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ بہت سے صحابۂ کرام فارسی، رومی یا حبشی وغیرہ زبانوں کو جانتے تھے اور اُن زبانوں میں بہت اچھے طریقے پر تقریر و بیان بھی کرلیا کرتے تھے؛ لہٰذا ان سب باتوں سے یہی واضح ہوتا ہے کہ خطبے کا عربی زبان میں ہونا ہی شریعت کا اصل تقاضا ہے (کذافی امداد الفتاویٰ جلد ۱ ۴۴۲ تا ۴۴۸ وجواہرُ الفقہ جلدِ اول صفحہ ۳۵۳ و ۳۵۴)

یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہاء جن میں صاحبین بھی شامل ہیں کے نزدیک تو عربی پر قدرت ہوتے ہوئے غیر عربی میں خطبہ دینا سرے سے جائز ہی نہیں بلکہ ایسا خطبہ معتبر بھی نہیں اور اس کے بعد پڑھا ہوا جمعہ بھی معتبر نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی غیر عربی میں خطبہ مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔ ۱

خطبہ کی اصل حقیقت ذکرُ اللہ ہے، نہ کہ تذکیر اور وعظ و تبلیغ

جمعہ کے خطبے کے عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں جائز نہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خطبہ کی اصل حقیقت ذکر ہے، نہ کہ وعظ، تذکیر اور تبلیغ۔ قرآن مجید کی آیت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ. ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (سورة الجمعة آيت نمبر ۹)

---

۱ (۱)......امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر عربی زبان میں خطبہ کسی بھی حال میں جائز نہیں، اور ایسے خطبے کے بعد جمعہ پڑھنا بھی جائز نہیں، بلکہ یا تو دوبارہ عربی خطبہ دے کر جمعہ پڑھا جائے، اور اگر کوئی اس پر قادر نہ ہو تو ظہر پڑھی جائے (۲)......امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک جب تک مجمع میں کوئی ایسا شخص موجود ہو، جو عربی میں خطبہ دے سکتا ہو، اس وقت تک غیر عربی میں خطبہ دینا ناجائز ہے، اور شرعاً معتبر نہیں، لہٰذا ایسے خطبے کے بعد جمعہ درست نہیں ہوگا (۳)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر عربی میں خطبہ جائز نہیں، بلکہ مکروہِ تحریمی ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس مکروہِ تحریمی کا ارتکاب کرے، اور غیر عربی میں خطبہ دے دے تو اس سے نمازِ جمعہ کی شرط پوری ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد نمازِ جمعہ پڑھنا درست ہو جاتا ہے، اس مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین اور جمہور فقہاء کے قول کی طرف رجوع نہیں کیا، بلکہ ان کا یہ قول اب بھی برقرار ہے، اور فقہاءِ حنفیہ نے اسی کو مفتیٰ بہٖ قرار دیا ہے۔ لہٰذا جو حضرات معمولاً انگریزی (یا کسی اور زبان میں) میں خطبہ دیتے ہیں، ان کا یہ عمل ائمۂ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں (فقہی مقالات جلد سوم، صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷)

(الشرط السادس لصحة الخطبة) كونها بالعربية تعبداً للاتباع والمراد ان تكون اركانها بالعربية ولانها ذكر مفروض فاشترط فيه ذلک كتكبيرة الاحرام ولو كان الجماعة عجما لا يعرفون العربية وهٰذا ماذهب اليه الجمهور...... ووافق الصاحبان الجمهور فی اشتراط كونها بالعربية الا للعاجز عنها (الموسوعات الفقهية، حرف الخاء، مادة خطبة)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کے

ذکر کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو، اور خرید وفروخت چھوڑ دیا کرو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو کچھ سمجھ ہو" (ترجمہ ختم)

اس آیت میں ذکرُ اللہ سے جمعہ کی نماز اور جمعہ کا خطبہ دونوں مراد ہیں (جس کے دلائل اپنے مقام پر مذکور ہیں) جس طرح خطبہ کو ذکر فرمایا گیا ہے، اسی طرح قرآن مجید کو بھی ذکر فرمایا گیا ہے اور ذکر ہونے کی وجہ سے جس طرح قرآن مجید کی قراءت وتلاوت کی جگہ اُس کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کافی نہیں، اسی طرح ذکر ہونے کی وجہ سے عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا بھی جائز نہیں۔ قرآن مجید کی آیت:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۰۴)

ترجمہ: "جب قرآن پڑھا جایا کرے، تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو، اور خاموش رہا کرو، امید ہے کہ تم پر رحمت ہو" (ترجمہ ختم)

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم نماز کی قراءت کے بارے میں آیا ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبے کے متعلق آیا ہے (معارف القرآن جلد۴ صفحہ ۱۶۲)

اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کا حکم نماز کی طرح ہے، اور جس طرح نماز کسی اور زبان میں جائز نہیں، اسی طرح خطبہ بھی جائز نہیں (کذافی امداد الاحکام جلد اول صفحہ ۸۰۴)

اس کے علاوہ خطبے کے اندر اصل ذکر ہونے اور تذکیر وتبلیغ نہ ہونے کی تائید مندرجہ ذیل چیزوں سے بھی ہوتی ہے:

(۱)...... جمعہ کا خطبہ جمعہ کی نماز صحیح ہونے کی شرائط میں شمار کیا گیا ہے، اور اس کے بغیر جمعہ کی نماز کو درست قرار نہیں دیا گیا۔

اگر خطبہ کا اصل مقصد وعظ وتذکیر اور تبلیغ ہی ہوتا تو خطبہ کو جمعہ کی شرائط میں داخل کرنے کے کوئی معنیٰ نہ ہوتے کہ جمعہ کی ادائیگی صحیح ہونے کو تبلیغ اور وعظ پر موقوف رکھا جائے۔

(۲)...... جمعہ کا خطبہ صحیح ہونے کے لئے جمعہ کی نماز کی طرح ظہر کا وقت ہونا بھی شرط ہے، اگر خطبہ کا اصل مقصد وعظ وتذکیر اور تبلیغ ہی ہوتا تو جمعہ کی نماز کی طرح اس کے لئے ظہر کے وقت کی تخصیص ہونے کی کیا ضرورت تھی، کیونکہ وعظ وتبلیغ کا مقصد تو زوال سے پہلے وعظ کر کے بھی حاصل ہوسکتا تھا۔

(۳)...... جمعہ کا خطبہ صحیح ہونے کے لئے صرف پڑھ دینا کافی ہے، کسی کا سننا ضروری نہیں، اسی لئے اگر چند بہرے یا سوئے ہوئے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھ دیا گیا اوراس کے بعد جمعہ کی نماز پڑھی گئی تو خطبہ ادا ہوگیا اور جمعہ کی نماز بھی صحیح ہوگئی (کذا فی البحر)

اگر خطبہ کا اصل مقصد وعظ وتذکیر اور تبلیغ ہی ہوتا تو مذکورہ صورت میں تو وہ مقصود حاصل نہیں ہوا، لہٰذا جمعہ کی نماز درست نہیں ہونی چاہئے تھی۔

(۴)...... مسئلہ یہ ہے کہ اگر خطبہ پڑھنے کے بعد امام کسی دوسرے کام میں مشغول ہوگیا اور نماز میں قابلِ ذکر فاصلہ ہوگیا تو خطبہ کا دوبارہ اعادہ کرنا ضروری ہے، اگرچہ دوبارہ خطبہ سننے والے وہی لوگ ہوں جو پہلے خطبہ سن چکے ہیں۔

اگر خطبہ کا اصل مقصد وعظ وتذکیر اور تبلیغ ہی ہوتا تو مذکورہ صورت میں دوبارہ خطبہ پڑھنے کی کیا ضرورت رہ جاتی۔

(۵)...... بہت سے فقہاء وعلماء نے احادیث وروایات میں غور کرکے جمعہ کے خطبے کو دو رکعتوں کے قائم مقام قرار دیا ہے۔[۱] اور فرمایا ہے کہ جمعہ کی نماز ظہر کی نماز کے بدلے میں ہے اور ظہر کی نماز میں چار رکعات فرض ہیں، یہاں جمعہ کی نماز میں خطبہ کو دو رکعتوں کے قائم مقام کردیا گیا ہے اور دو رکعتیں جمعہ کی نماز کی شکل میں برقرار رکھی گئیں۔

جب خطبہ دو رکعتوں کے قائم مقام ہے، تو نماز کی طرح اس کو بھی غیر عربی میں پڑھنا جائز نہیں

(۶)...... جمعہ کے خطبہ کے لئے جن چیزوں کو سنت ومستحب شمار کیا گیا ہے (مثلاً پاکی کی حالت خطبہ پڑھنا، کھڑے ہوکر خطبہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ) ان سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خطبہ کا اصل مقصد ذکرُ اللہ ہے وعظ وتبلیغ اس کے اصل مقاصد میں داخل نہیں۔

اگرچہ خطبہ میں وعظ وتذکیر کے کلمات ہونا خطبہ کی ایک سنت ہے۔ بغیر تذکیر کے بھی خطبہ صحیح ہوجائے گا، لیکن ذکرُ اللہ کے بغیر خطبہ صحیح نہ ہوگا۔

لہٰذا خطبہ میں وعظ وتبلیغ کو اصل قرار دینا یہ فرض اور شرط کو غیر فرض اور سنت کو فرض بنا دینا ہے۔

---

[۱] بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

انما جعلت الخطبة موضع الركعتين (عبدالرزاق، وابن ابی شیبة، أعلاء السنن جلد ۸ صفحه ۲۶)

''خطبہ دو رکعتوں کے قائم مقام کردیا گیا ہے''

(۷)...... حاضرین کو خطبہ کا سُننا اور اگر چہ آواز نہ آرہی ہو، تب بھی اس میں خاموش رہنا واجب ہے، اور اس وقت زبان سے درود شریف یا کوئی بھی ذکر کرنا اور سلام کا جواب وغیرہ دینا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر خطبہ کا مقصد وعظ و بیان اور تبلیغ و تذکیر ہوتا تو اِن کی ممانعت کیوں ہوتی۔

(۸)...... خطیب کے لیے بھی خطبہ کے دوران کسی سے بات چیت کرنا جائز نہیں۔ [۱]

اگر خطبہ کا اصل مقصد وعظ و تذکیر اور تبلیغ ہی ہوتا تو خطبہ کے دوران بات چیت کرنا جائز ہوتا کیونکہ وعظ و بیان کے دوران کسی سے بات چیت کرنا گناہ نہیں۔

(۹)...... اگر خطبہ میں پڑھے جانے والے کلمات و مضامین سامعین کو پہلے سے معلوم ہوں اور اُن پر سامعین عمل بھی کرتے ہوں، تب بھی جمعہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے خطبہ پڑھنا ضروری ہے۔

اگر خطبہ کا مقصد وعظ و بیان اور تبلیغ و تذکیر ہوتا تو اِس صورت میں خطبہ واجب نہ رہتا، کیونکہ وعظ و تبلیغ کا اُصول و قاعدہ یہی ہے۔

(ماخوذ بتغیر و اضافہ از جواہرُ الفقہ جلد اول صفحہ ۳۵۵ تا ۳۵۷، و احسنُ الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲)

جمعہ کی دوسری اذان اور خطبے سے پہلے وعظ خطبہ سے الگ چیز ہے

جو تفصیل پیچھے ذکر کی گئی اس سے اس شبہ کا جواب بھی ہو گیا کہ اگر پہلے مخاطبین کی زبان میں وعظ کے بعد پھر عربی زبان میں جمعہ کے دو خطبے پڑھے جائیں گے تو مجموعی طور پر یہ تین خطبے ہو جائیں گے (ایک مقامی

---

[۱] ولاینبغی للامام ان یتکلم فی خطبته بشیئ من حدیث الناس لانه ذکر منظوم والتکلم فی خلاله یذهب بهاءهٗ، فلایشتغل به کما فی خلال الأذان والذی روی ان عثمان رضی الله عنه کان یسأله الناس عن سعر الشعیر وعن سعر الزیت فقد کان ذلک قبل الشروع فی الخطبة لافی خلالها والذی روی ان عمر رضی الله عنه قال لعثمان رضی الله عنه حین دخل وهو یخطب: أیة ساعة المجیء هذه الحدیث، فقد کان ذلک منه أمرا بالمعروف والخطبة کلها وعظ وأمر بمعروف والذی روی (أن النبی ﷺ کان یخطب اذ دخل أعرابی وقال: هلکت المواشی وتقطعت السبل وخشینا القحط فاستسقی رسول الله ﷺ) قیل کان ذلک قبل نزول قوله تعالیٰ ”وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ“ الآیة وقیل کان ملکا مقیضا هبط فی الجمعتین لیذکر رسول الله ﷺ دعاء الاستسقاء ودعاء الفرج من خوف الغرق والخطبة فیها الدعاء (المبسوط، کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، شروط الجمعة)

زبان کا، اور دو عربی زبان کے) اور دو کے بجائے تین خطبے پڑھنا بدعت ہے۔

اس شبہ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ خطبہ اور تقریر ایک چیز نہیں ہے کیونکہ خطبہ جمعہ کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرائط میں سے ہے اور تقریر تذکیر و تبلیغ کی حیثیت رکھتی ہے، جس کے بغیر جمعہ جائز ہے، اور بہت سی جگہ اس کا معمول بھی نہیں؛ دوسری بات یہ ہے کہ خطبہ پڑھا اور تقریر کی جاتی ہے پڑھی نہیں جاتی؛ تیسرے مقامی زبان کا وعظ دوسری اذان سے پہلے ہوتا ہے، جبکہ خطبہ کا وقت اس اذان کے بعد ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے، بلکہ اذانِ ثانی کے بعد جو خطبے وہ پڑھتا ہے، وہی مسنون خطبے جمعے کے ہوجاتے ہیں اور پہلا وعظ وعظ ہی ہوگا؛ خطبے میں شامل نہیں ہوگا
>
> (کفایتُ المفتی جلد۳صفحہ۲۸۲)

اگر مخاطب عربی نہ سمجھیں تو پھر عربی میں خطبہ پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جمعہ کے خطبہ کا اصل مقصود (جمعہ کی نماز کی طرح) ذکرُ اللہ اور ایک عبادت ہے، نہ کہ صرف وعظ و تذکیر؛ تو اب یہ شبہ سرے سے ختم ہوگیا کہ جب مخاطب عربی کو نہ سمجھتے ہوں تو عربی میں خطبہ پڑھنے سے کیا فائدہ؟

کیونکہ اگر یہ شبہ خطبہ پر ہوگا تو نماز اور قرآن مجید کی قراءت اور اذان واقامت اور نماز کی تکبیرات وغیرہ سب پر یہی شبہ ہوگا کہ اگر کوئی ان کا مطلب نہ سمجھے تو اس کے لیے اپنی مقامی زبان میں ان چیزوں کا ترجمہ و معنیٰ کافی ہیں۔لیکن کوئی عقلمند مسلمان ان چیزوں کی عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں اجازت نہ دے گا ٹھیک اسی طرح جمعہ کے خطبہ کا معاملہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اس کا اصلی مقصد بھی ذکر وعبادت ہے اور قرآن مجید کی قراءت، اذان واقامت اور نماز کی تکبیرات کی طرح اس کو بھی خالص عربی میں پڑھنا چاہیے، اگر کسی کو عربی خطبہ سمجھ میں نہیں آتا تو نماز، قرآن مجید کی تلاوت اور اذان وغیرہ میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے، وہ بھی سب کو کہاں سمجھ میں آتا ہے؟ (ماخوذ بتغیر از جواہر الفقہ جلد اول صفحہ ۳۵۸)

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان، ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

دارالافتاء والاصلاح، ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

کیا آپ جانتے ہیں؟ ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات وجوابات

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار ستی صاحب نے اور نظرِ ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

۱۷ربیع الاول ۱۴۲۴ھ، بروز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات۔

قیامت کے دن انسان کے اعضاء کا اس کے خلاف گواہی دینا

سوال: قیامت کے دن اعضاء ہمارے خلاف گواہی دیں گے تو یہ گواہی کس کے خلاف ہوگی ہمارے جسم کے خلاف یا نفس کے یا روح کے؟

جواب: جس کے خلاف آپ سمجھ لیں اسی کے خلاف ہوسکتی ہے، اگر آپ کی روح کے خلاف دیں گے تو بھی آپ کے خلاف ہوگی، اگر آپ کے جسم کے خلاف دیں گے تب بھی آپ کے خلاف ہوگی، اور اگر آپ کے نفس کے خلاف ہوگی تب بھی آپ کے خلاف ہوگی، ادھر سے ناک پکڑلو یا ادھر سے، جیسے کوئی کسی کا کان کاٹ دے اور یہ کہے کہ میں نے کان کاٹا ہے آپ کو نہیں کاٹا، یا اگر کوئی کہے کہ میں نے اس کا گلا کاٹا ہے روح نہیں کاٹی، تو گلا کاٹنے کے ساتھ ہی روح بھی کٹ جاتی ہے، بہرحال جب اس کا جسم گواہی دے گا تو یہ حجت پوری کرنے کے لئے ہوگا، ورنہ اس کا عذاب خود اس کی ذات کو ہی پہنچے گا، تکلیف تو اسی کو ہوگی جس کے ہاتھ ہیں، ہاتھ تو حجت پوری کرنے کے لئے گواہی دیں گے بس یوں سمجھ لیں کہ ہمارے خلاف ہم خود ہی گواہی دیں گے۔ اپنے خلاف خود انسان گواہی دے گا، ایک گواہی زبان کی ہوتی ہے اور زبان تو کبھی جھوٹ بول کر مکر بھی جاتی ہے، اور ایک گواہی ہر عضو کی ہوتی ہے، اور جب ہر عضو خود ہی گواہی دے گا تو یہ ایک طرح کا اقرار ہوگا، اگرچہ زبان بھی جسم کا حصہ ہے، لیکن زبان غلط بیانی کرسکتی ہے اور کرے گی بھی، مگر جب ہر عضو اپنے متعلق گواہی دیں گے تو پھر تو غیر کی بات ہی نہیں ہوگی، بلکہ ہر عضو کے اپنے اقرار کی بات ہوگی۔ اور یہ واقعہ دراصل قیامت کے دن اس وقت پیش آئے گا جب فرشتے

گواہی دیں گے (یعنی نامۂ اعمال پیش کیا جائے گا) تو یہ جھوٹا آدمی کہے گا، کہ اے اللہ میرا کیا قصور ہے؟ نامۂ اعمال آپ کالکھوایا ہوا ہے، فرشتے آپ کے اپنے ہیں، وہ تو آپ ہی کی بات کریں گے، میری بات تھوڑا ہی کریں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اچھا ٹھیک ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے اور پتہ بھی ہے، کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے) چلو ہم زمانے سے اگلوا دیتے ہیں، کہ کونسے دن، کونسے وقت اور کونسے مہینے میں آپ نے یہ گناہ کیا تھا، وہ سورج چاند وہ ہوا ساری چیزیں اس وقت کی گواہی دیں گی، کہ اس نے یہ گناہ کیا تھا، تو وہ کہے گا کہ اے اللہ جس طرح فرشتے آپ کی مخلوق ہیں اسی طرح یہ چیزیں بھی آپ کی مخلوق ہیں، یہ آپ کے خلاف تھوڑا ہی بول سکتے ہیں، پھر حکم ہوگا کہ اچھا چلو زمین سے گواہی دلوا دیتے ہیں، تو وہ یہی کہے گا کہ اے اللہ! یہ آپ کی مخلوق ہے یہ آپ کے خلاف تھوڑا ہی چل سکتی ہے؟ فرمائیں گے کہ اچھا، تیری زبان بڑی چل رہی ہے، ہمیں بھی پتہ ہے کہ اصل راز کیا ہے اور ہمیں پتہ ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ لیکن ہم بہرحال حجت پوری کر کے ہی بھیجیں گے، ہم اپنی طرف ظلم کا کوئی نقطہ بھی نہیں چھوڑیں گے، تو پھر یہ زبان جو جھوٹ بول رہی ہے، چرب لسانی سے کام لے رہی ہے چبڑ چبڑ چل رہی ہے اس پر مہر لگ جائے گی، کہ ہم بھی یہ نہیں مانتے، جب تو غیروں کی بات نہیں مانتا تو ہم بھی غیروں کی بات نہیں مانتے، جس نے جو گناہ کیا اسی کی بات چلے گی بس! اب تیرے وہی اعضاء جنہوں نے گناہ کیا خود ہی گواہی دیں گے۔ پھر اس کے تمام اعضاء اپنے متعلق گواہی دیں گے اور اقرار کریں گے، اسی کو فرمایا کہ:

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاھِهِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (سورہ یس آیت ۶۵)

پھر اس پر حجت پوری ہوگی، حجت تو پہلے سے ہی پوری تھی لیکن بہرحال پوری طرح سے پوری ہو جائے گی اور اس کے بعد غلط بیانی بھی نہیں کر سکے گا، کہ جب ہاتھ نے ہی کہہ دیا کہ اس نے یہ گناہ کیا تھا تو اب اس زبان کی کیا حقیقت اور ویلیو رہ گئی؟ کیونکہ اب تو زبان، ایرہ غیرہ نتھو خیرہ ہوگئی، جب کسی کے کان نے گناہ کا اقرار کر لیا اب زبان کی کیا حیثیت رہ گئی؟ یہ تو مدعی سست گواہ چست والی بات رہ گئی، کہ کان خود اگل رہے ہیں کہ ہم نے گانے سنے تھے، غیبت سنی تھی، موسیقی سنی تھی، زبان کہتی رہے کہ نہیں سنی تھی تو کان کہیں گے، کہ سننے والے ہم تھے اور ہم آج یہ اقرار کر رہے ہیں، کیونکہ سننے کا کام تو کانوں سے لیا جاتا ہے زبان سے تھوڑا ہی لیا جاتا ہے، تو ہر گناہ جس عضو سے ہوتا تھا وہ گواہی دے گا، اس کے بعد حجت پوری ہو جائے گی اور اس کے بعد اس کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا (ملاحظہ ہو معارف القرآن عثمانی ج ۷، ص ۴۰۴)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاِبْصَارِ﴾ مولوی طارق محمود

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت ابراہیم علیہ السلام (سترہویں وآخری قسط)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کواللہ تبارک وتعالیٰ نے دوار جمند وسعادت مند فرزندانِ دلبند حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے اور بڑھاپے کی اس عمر میں عطا فرمائے جس میں عادتاً انسان کی طبعی زندگی کے اعتبار سے توالد وتناسل کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہوتا ہے اور مایوسی والی عمر ہوتی ہے، انسانی عمر کے اس اسٹیج کو قران مجید نے ''ارذل العمر'' یعنی نکمی عمر سے تعبیر کیا ہے لیکن اپنے مقربینِ بارگاہ انبیاء علیہم السلام واولیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ معجزات وکرامات اور ظہورِ عجائبات والا ہوتا ہے۔

ان دونوں فرزندانِ گرامی کو چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلعت نبوت اور تاجِ رسالت سے بھی سرفراز فرمایا اس لئے آگے کے واقعات جو ابراہیم علیہ السلام کے اپنے ان بیٹوں کے ساتھ وابستہ ومتعلق ہیں وہ انشاء اللہ الگ الگ ان دونوں گرامی قدر پیغمبروں کی سیرت وحالات کے بیان میں مذکور ہوں گے۔ان دونوں فرزندانِ براہیمی ورسولانِ گرامی کے حالات زندگی مذہبی وتاریخی ہر دو اعتبار سے اس وجہ سے بھی بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں کہ دنوں ہدایت ونبوت کے دو الگ الگ مستقل سلسلوں کے بانی ہیں اور اس وقت سے لے کر آج تک اور آگے قیامت تک قوموں کے عروج وزوال اور تہذیب وتمدن کے اتار چڑھاؤ کے بڑے بڑے اور اہم ترین سلسلے انہی کی نسلوں اور اولادوں سے وابستہ رہے ہیں اور رہیں گے۔ ایک بنی اسماعیل کے جدامجد تو دوسرے بنی اسرائیل کے ابوالاب ہیں۔

صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْھِمْ وَعَلیٰ جَمِیْعِ اَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلیٰ نَبِیِّنَا الْمُکَرَّمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

قصہ ابراہیمی سے حاصل ہونے والا ایک اہم سبق

اِذْقَالَ لَہٗ رَبُّہٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(سورہ البقرہ ۱۳۱)

''جب اس (ابراہیم علیہ السلام) سے اس کے رب نے فرمایا کہ تابع فرمان ہو جا تو کہا میں

Idara Ghufran

تابع فرمان ہوں سارے جہانوں کے پروردگار کا'' ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اس خود سپردگی کے بعد مکتبِ عشق کے کِن کِن امتحانات سے گزرے، گھر چھوٹا، خویش واقارب اور والدین چھوٹے، وطن چھوٹا، زندگی کی آسائشیں چھوٹیں، اپنے بیگانے ہوئے، دوست دشمن بنے، دربدر اور ملک ملک کی خاک چھانی، چتا میں کودے، آگ میں پڑے، شریکِ زندگی اور رفیقہ حیات کو لق ودق صحرا اور بے آب وگیاہ ریگستان میں بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑا، لختِ جگر اور نورِ نظر کو خنجر کے نیچے لٹایا۔

مگر مجال کیا ہے کہ ان مرحلوں میں سے کسی مرحلے میں حرفِ شکایت زبان پر بھی آیا ہو، زبان پر آنا تو کیا معنیٰ دل میں اس کا کھٹکا بھی گزرا ہو۔ چتا میں جبرائیل آئے کہ کچھ مدد، تعاون درکار ہو؟ تو پوچھنے لگے کہ رب نے بھیجا ہے؟ جواب ملا نہیں خود آیا ہوں فرمایا تیری مدد کی حاجت نہیں، یار جس حال میں راضی ہم راضی! ؎

سر بوقتِ ذبح اس کے زیرِ پائے ہے یہ نصیب اللہ اکبر! لَوٹنے کی جائے ہے؟

بجرمِ عشق توام می کشند غوغائے ایست

تو نیز برسرِ بام بیا خوش تماشائیست

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے ہوس بنا لیتی ہے سینے میں چھپ چھپ کے تصویریں

ہم ملت ابراہیمی ہی کے پیروکار ہیں، ہمارا دین دینِ ابراہیمی کی یادگار ہے، ہمارا نام مسلم اور ہمارے دین کا نام اسلام، ہم سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسی رشتے اور تعلق، اسی ذوق وشوق اور جذبہ عشق اور اسی خود سپردگی اور پوری تابعداری کا تقاضہ کرتا ہے جو ہمارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شعار تھا اور اسی کا پھر کامل نمونہ ہمارے آقا حضور نبی کریم ﷺ نے اور ان کے کامل متبعین حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پیش کیا۔ اسی میں ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی اور عزت وسربلندی ہے۔ اس کے بغیر ہمارا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ ؎

میری زندگی کا ہر لمحہ ہے وقفِ غمِ جاناں میری زیست کا ہے حاصل یہی سب سے بڑا اساماں

اور

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

ختم شد

طب و صحت حکیم محمد فیضان

طبی معلومات و مشوروں کا مستقل سلسلہ

مولی (RADISH)

مولی ایک مشہور سبزی ہے۔ ہمارے ملک میں مولی بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہوتا ہے اور مزہ اچھا کھاری پن لئے ہوئے تیز سا ہوتا ہے، اس کو پھلیاں لگتی ہیں جو ''سینگرے'' یا ''مونگرے'' کہلاتی ہیں، پختہ ہونے پر ان کے اندر سرسوں کے دانہ کے برابر سرخ رنگ کے بیج ہوتے ہیں۔ کچی مولی کو کاٹ کر اور نمک لگا کر کھاتے ہیں۔ بطور سلاد کھانا کھانے کے ساتھ اور سبزی بنا کر یا گوشت میں پتوں کے ساتھ سالن پکا کر روٹی کے ساتھ بہت شوق سے کھایا جاتا ہے۔ مولی کا اچار بھی شوق سے کھایا جاتا ہے، یہ تلی کے مرض میں مفید ہے۔ اکثر لوگ قبض اور بھوک نہ لگنے کی شکایت کرتے ہیں، ان کو کھانے کے ساتھ مولی بطور سلاد استعمال کرنی چاہئے۔ مولی کھانے کو ہضم کرتی ہے، مگر یہ خود دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ معدہ وجگر کے امراض میں مفید ہے، قبض کو دور کرتی ہے۔ مضر صحت جراثیم کو ختم کرتی ہے۔ فاصد مادوں کو خارج کرتی ہے۔

مولی کو عربی میں فجل، انگریزی زبان میں ریڈش، سندھی میں موری، بنگالی زبان میں مولا۔ مرہٹی میں ملا، فارسی میں ترب کہتے ہیں۔

مزاج: اطبا کے نزدیک مولی کا مزاج گرم اول وخشک درجہ دوم ہے

مولی کے چند فوائد اور خواص: یہ جسم کو حیاتین الف، ب اور جیم (وٹامن سی) فاسفورس اور چونا، معدنی نمکیات کے علاوہ فضلات بھی مہیا کرتی ہے جو کہ اپنے وزن سے آنتوں کو تحریک دیتے ہیں اور اس طرح قبض دور ہوتا ہے۔ اس سے غذا جلد ہضم ہو جاتی ہے، اور بھوک خوب لگتی ہے۔ ریاح کو خارج کرتی ہے۔ مولی جسم کو طاقت بہم پہنچاتی ہے۔ اور فاصد مادوں کو خارج کرتی ہے۔ پیشاب کی جلن کو دور کرتی ہے، پیشاب خوب کھل کر آتا ہے۔ گردے اور مثانے کی پتھری کے مریضوں کو فائدہ دیتی ہے۔ بواسیر میں مفید ہے۔ خون کو صاف کرتی ہے۔ مولی تلی کے ورم کو دور کرتی ہے۔ جگر معدہ اور آنتوں کی بیماریوں میں فائدہ دیتی ہے۔ جو لوگ بواسیر یا جگر کی کمزوری کا شکار ہوں انہیں مولی استعمال کرنی چاہئے۔ طب یونانی میں یرقان کے لئے شافی اور موثر علاج کے طور استعمال کی جاتی ہے، یہ یرقان کو دور کرتی ہے۔

یرقان کے لئے: شہید ملت حکیم محمد سعید صاحب نے دیہاتی معالج میں تحریر فرمایا ہے کہ: مولی یرقان کے لئے خصوصیت سے مفید ہے، اس فائدہ کے لئے مولی کے پتوں کو کچل کر ان کا پانی 100 گرام نکالیں اور اس کو آگ پر رکھ کر پکائیں جب پانی میں جوش آجائے تو صاف پانی چھان کر لال شکر دو تولہ سے میٹھا کر کے مریض کو پلائیں اور مولی اور اس کے پتوں کو پکا کر کھلائیں۔ آٹھ دس روز میں یرقان کا مرض دور ہو جاتا ہے

تلی بڑھنے کے لئے: اس مرض کے لئے مولی کو کاٹ کر سرکہ میں ڈالیں۔ دو یا تین ہفتہ کے بعد مولی کے قتلے نکال کر روزانہ دن میں تین بار مریض کو کھلائیں، تلی کا ورم دور ہوگا۔

گردہ مثانہ کی ریت اور پتھری کے لئے: مولی کے پتوں کا پانی نکال کر اس میں قلمی شورہ ایک ماشہ ملا کر پلانے سے پیشاب کھل کر آتا ہے، پیشاب کی جلن دور ہوتی ہے، اس کے استعمال سے بعض اوقات گردے اور مثانے کی پتھری بھی نکل جاتی ہے، اور گردہ کے اندر درد میں بھی مفید ہوتا ہے۔

بہرا پن اور کم سننا: مولی کا پانی نچوڑ کر اس میں چوتھائی حصہ تلوں کا تیل ملا کر آگ پر رکھیں یہاں تک کہ پانی جل کر صرف تیل رہ جائے۔ اس تیل کو کان میں ٹپکانے سے اونچا سننے کی شکایت دور ہو جاتی ہے اور کانوں سے مختلف آوازوں کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ کانوں کے درد میں بھی یہ تیل مفید ہے۔

بواسیر کے لئے: مولی کے پتے سایہ میں خشک کر لیں۔ پھر کوٹ چھان کر ہم وزن کھانڈ ملا کر محفوظ کر لیں یہ سفوف روزانہ چھ چھ ماشہ صبح و شام لگا تار چالیس دن تک مریض کو کھلائیں انشاءاللہ بواسیر کا مرض جاتا رہے گا، مولی یا اس کے مونگرے یا پتے ۵ تولہ کالی مصر ۲ تولہ بھوری مرچ ۵ عدد پانی کے ساتھ پیس کر چھان کر پلانا مسوں کی خارش اور درد کو رفع کرتا ہے۔

آئی ڈراپ: مولی کا پانی چھان کر کچھ دیر صاف برتن میں رکھیں۔ پھر چھان کر نتھار لیں اور آنکھوں میں بذریعہ ڈراپر ڈالیں۔ جالا، پھولا، دھندلے پن میں فائدہ دیتا ہے۔

چہرے کی چھائیاں داغ وغیرہ کے لئے: مولی کے بیج پیس کر عرق گلاب شامل کر کے چہرے پر لگانے سے چہرے کی چھائیاں سیاہی اور دیگر نشانات دور ہو جاتے ہیں۔

مولی کا اچار بنانے کی ترکیب: عمدہ مولیاں لے کر چھلکا صاف کر کے قتلے بنالیں ان پر نمک اور سیاہ مرچ چھڑک کر ذائقہ کے لئے تھوڑی رائی کا اضافہ کر لیں۔ برتن میں ڈالیں اور برتن کا منہ بند کر کے چند روز دھوپ میں رکھیں۔ ہر روز ہلاتے رہیں۔ مزیدار اچار تیار ہے۔ بڑھی ہوئی تلی اور پیشاب کی بندش کے لئے یہ اچار مفید ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

اخبار ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

❑......جمعہ ۲۶/ ذیقعدہ و ۳/ ۱۰/ ۱۷/ ۲۴/ ذی الحجہ کو حسبِ معمول تینوں مسجدوں میں جمعہ سے پہلے وعظ اور جمعہ کے بعد مسائل کی نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔

❑......جمعہ ۱۷/ ذی الحجہ میں مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی مشغولیت کی وجہ سے بندہ محمد امجد نے جمعہ پڑھایا، مسجد نسیم میں مولوی ناصر صاحب زیدمجدہ نے جمعہ پڑھا۔

❑......جمعہ ۱۳/ ذی الحجہ بعد عصر حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم اسلام آباد بڑے حضرت جی نواب صاحب دامت برکاتہم کی نواسی کی تقریبِ نکاح میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ،حضرت کے ہمراہ مفتی محمد یونس صاحب، مولوی ناصر صاحب، اور بندہ محمد امجد بھی تھے، عشاء کے بعد واپسی ہوئی۔

❑......جمعہ ۱۰/ ذی الحجہ کو حضرت اقدس دامت برکاتہم اور مفتی محمد یونس صاحب زیدہ مجدہ نے اپنی اپنی مسجدوں میں عیدالاضحیٰ کی نماز (وخطبہ) بالترتیب، ساڑھے آٹھ بجے اور آٹھ بجے پڑھائی، ادارہ کی زیرتعمیر مسجد میں بندہ محمد امجد نے دیگر اساتذہ وکارکنان ومتعلقین کی معیت میں عید کی افتتاحی نماز وخطبہ پڑھا، ادارہ میں آٹھ بجے تک عید کی نماز وخطبہ سے فارغ ہوکر اجتماعی قربانیوں کا عمل شروع ہوگیا جو گیارہ ذی الحجہ کی رات گئے تک جاری رہا، پچپن تک بڑی قربانیاں ذبح ہوئیں، امسال اجتماعی قربانیوں کے انتظامات کو گذشتہ سے بھی زیادہ منظّم ومربوط کیا گیا تھا، جس سے سارے امور بڑی سہولت اور ربط سے سرانجام پائے ، جانبین (اہل ادارہ وشرکاءِ قربانی) کو راحت اور آسانی پہلے سے بھی زیادہ رہی، اس دفعہ عید سے محض دو دن پہلے قربانیوں کی خریداری کا عمل شروع ہوا، جو دو دنوں میں آسانی سے مکمل ہو گیا ، حسبِ سابق امسال بھی حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی رہنمائی ونگرانی میں ارکانِ عملہ، کارکنان اور بعض طلبہ کرام نے بھرپور تعاون کیا، اللہ تعالیٰ سب کی سعی کو ماجور ومشکور فرمائیں۔

❑......ہفتہ ۲۷/ ذیقعدہ مولانا عبدالسلام صاحب ناظم ماہنامہ التبلیغ فیصل آباد تشریف لے گئے۔

❑......ہفتہ ۱۸/ ذی الحجہ عید کی تعطیلات کے بعد دارالافتاء کے معمولات ومشاغل کا آغاز ہوا۔

❑......اتوار ۲۱/ ۲۸/ ذیقعدہ کو بعد ظہر بزم ادب اور بعد عصر ہفتہ وار اصلاحی مجلس ملفوظات منعقد ہوئیں۔

❑......اتوار ۲۱/ ذیقعدہ کو بعد مغرب تا عشاء یوم والدین کا جلسہ ہوا اس دن بعد عشاء جناب طارق صاحب (برادر جاوید صاحب، شوکت صاحب وعبدالوحید صاحب) کا ہولی فیملی ہسپتال میں انتقال پر ملال ہوا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے ، درجات بلند فرمائیں۔

❑......اتوار ۵/ ذی الحجہ کو مولانا عبدالسلام صاحب ناظم التبلیغ کے نانا صاحب کا شفاء انٹرنیشنل اسلام آباد میں ہفتہ

Idara Ghufran

اتوار کی درمیانی شب انتقال ہوا، اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی الجنۃ.

□......اتوار۱۲/ ذی الحجہ ادارہ کے کارکنان وطلبہ عید کے اجتماعی مشاغل سے فارغ ہوکر رخصت پر چلے گئے۔

□......سوموار۶/ ذی الحجہ بعد مغرب حضرت اقدس مدیر صاحب دامت برکاتہم اسلام آباد بڑے حضرت جی نواب صاحب دامت برکاتہم کی دوسری نواسی کی تقریب نکاح میں شریک ہوئے، حسبِ سابق اس موقعہ پر بھی مفتی محمد یونس صاحب، مولوی ناصر صاحب، اور بندہ محمد امجد حضرت مدیر کے ہمراہ تھے، بڑے حضرت جی دامت برکاتہم ان تقاریب کے حوالے سے جمعرات۲/ذی الحجہ کو کراچی سے اسلام آباد تشریف لائے تھے، اور منگل۷/ذی الحجہ کی شام فراغت پاکر واپس کراچی تشریف لے گئے، دونوں نکاح مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم (صدر جامعہ دارالعلوم کراچی) نے پڑھائے، آپ کا کراچی سے آنا اور واپس جانا حضرت جی نواب صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ ہی ہوا، اللہ تعالیٰ ان نکاحوں اور شادیوں کو ہر طرح کی خیر برکت سے نوازے۔ آمین۔

□......سوموار۲۰/ ذی الحجہ بعد عصر حاجی مدثر صاحب صرافہ بازار کی والدہ کے جنازہ میں بندہ محمد امجد نے شرکت کی۔ مرحومہ کا آج صبح ہی سی ایم ایچ راولپنڈی میں انتقال پر ملال ہوا اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔

□......منگل۷/ ذی الحجہ کو ادارہ کے تعلیمی شعبوں میں عید الاضحیٰ کی دس روزہ تعطیلات دی گئیں، (۸/ذی الحجہ تا ۱۷/ذی الحجہ) اسی دن مسجد کا تعمیری کام عید کی وجہ سے موقوف ہوا، آئندہ منگل۱۴/ذی الحجہ کو دوبارہ تعمیری کام کا آغاز ہوا۔

□......بدھ۸/ ذی الحجہ قاری عبدالحلیم صاحب رخصت کے بعد ادارہ واپس پہنچے، قاری ہارون صاحب (سابق معلم) ملاقات کے لئے تشریف لائے،

□......جمعرات۴/ ذیقعدہ حکیم فیضان صاحب رائیونڈ اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

□......منگل۷/ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ حضرت مدیر صاحب نے اپنے کزن جناب نعیم خان صاحب کی بیٹی کا نکاحِ مسنون سیٹلائٹ ٹاؤن میں پڑھایا۔

□......پیر۱۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ کو حضرت مدیر صاحب نے سکیم تھری میں انور خان صاحب کی بیٹے بلال خان صاحب کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

□......جمعہ۲۴/ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ کو حضرت مدیر صاحب جناب کامران صاحب (برادرِ نسبتی جناب بھائی محمد فیضان صاحب زید مجدہٗ) کی بیٹی کے عقیقے کی دعوتِ طعام پر حافظ محمد ناصر سلمہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔

□......پیر۲۷/ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ کو جناب مولانا عبدالرؤف صدیقی صاحب واہ کینٹ سے تشریف لائے۔

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیامیں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات،حادثات وتغیرات

29 نومبر:2007ء بمطابق18 ذیقعدہ1428ھ: پاکستان: پاک فوج کی کمان جنرل اشفاق کیانی کے حوالے، پرویز مشرف نے وردی اتاردی، امریکہ:نواز شریف کے مذہبی جماعتوں سے رابطے، دہشتگردی کے خلاف جنگ کے لئے مشکوک ہیں، بش **30 نومبر**: پاکستان: پرویز مشرف نے بطور سویلین صدر حلف اٹھا لیا،16 دسمبر کو پی سی او ختم، ایمرجنسی اٹھانے کا اعلان **یکم دسمبر**: پاکستان: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس چینی پر برآمدی ڈیوٹی ختم، درآمد پر ڈیوٹی میں 10 فیصد اضافہ **2 دسمبر**: پاکستان: شہباز کے کاغذاتِ نامزدگی مسترد نواز شریف کے خلاف اعتراضات پر حتمی ساعت کل ہوگی **3 دسمبر**: پاکستان: شدت پسند آج سوات ہیں، کل اسلام آباد پہنچ جائیں گے، آپریشن کی حمایت کرتی ہوں، بے نظیر **4 دسمبر**: پاکستان: نواز بے نظیر ملاقات انتخابات یا بائیکاٹ چارٹر آف ڈیمانڈ سے مشروط پاکستان: سپریم کورٹ حملہ طیارہ سازش کیس ہیلی کاپٹر ریفرنس ،نواز شریف کے کاغذات نامزدگی مسترد، اپیل نہیں کروں گا، قائد(ن) لیگ **5 دسمبر**: پاکستان: پی سی او کے تحت حلف نہ اٹھانے والے ہائیکورٹ کے 24 جج ریٹائر کردیئے گئے **6 دسمبر**: پاکستان: اے پی ڈی ایم اور اے آرڈی میں شدید اختلافات ججز کی بحالی کا مطالبہ چارٹر آف ڈیمانڈ میں شامل نہ ہوسکا اجلاس آج پھر ہوگا **7 دسمبر**: پاکستان: چارٹر آف ڈیمانڈ کو حتمی شکل دے دی گئی ،ججوں کی بحالی سمیت 2 مطالبات پر اختلافات برقرار پاکستان: نواز شریف کو برطرف چیف جسٹس کے ساتھ ملنے سے روک دیا گیا،17 اسلامی ممالک کے سفیروں کی سابق وزیراعظم سے ملاقات، الیکشن لڑنے پر آمادہ کرنے کی کوشش **8 دسمبر**: پاکستان: سعودی سفیر کی جسٹس افتخار سے ملاقات، عدالتی بحران اور سیاسی صورتِ حال پر تبادلہ خیال پاکستان: صدارتی مراعات کے قانون میں ترمیم مشرف آرمی ہاؤس خالی نہیں کریں گے **9 دسمبر**: پاکستان: آمریت کا سورج ڈھلنے والا ہے، الیکشن لڑا تو اسے ریفرنڈم بنادیں گے، نواز شریف **10 دسمبر**: پاکستان: اے پی ڈی ایم الیکشن بائیکاٹ پر اتفاق میں ناکام تمام جماعتوں کو فیصلہ کرنے کے لئے آزاد کردیا گیا پاکستان: سوات خودکش بم دھماکہ،5 اہلکاروں سمیت 12 جاں بحق، پشاور شہر پر راکٹ حملے پاکستان: مجلس، کتاب، ق لیگ، سائیکل، پی پی، تیر، ن لیگ ،شیر، اے این پی، لالٹین، انتخابی نشانات الاٹ کردئے گئے **11 دسمبر**: پاکستان: اے پی ڈی ایم 15 دسمبر کو کاغذات واپس لے گی، ن لیگ اور اے این پی اتحاد سے خارج پاکستان: کامرہ کینٹ بچوں کو سکول لے جانے

والے پاک فضائیہ کے ٹرک پر خودکش حملہ، 5 طلبا سمیت 7 زخمی، حملہ آور مارا گیا **12 دسمبر**: پاکستان: الیکشن 8 جنوری کو ہی ہوگا، ججز نے مجھے غیر قانونی برطرف کرنے کی کوشش کی، صدر پرویز مشرف **13 دسمبر**: پاکستان: سوات وزیرستان حملے جھڑپیں جاری، 30 عسکریت پسند 6 اہلکار جاں بحق پاکستان: کاغذات مسترد کئے جانے کے خلاف شریف برادران کی درخواست خارج **14 دسمبر**: پاکستان: کوئٹہ ایم پی چیک پوسٹ پر 2 خودکش حملے، 12 جاں بحق پاکستان: ججز کی بحالی انتخابی منشور کا پہلا نکتہ ہوگا، نواز شریف، برطرف اور موجودہ ججوں میں کوئی فرق نہیں، بے نظیر بھٹو **15 دسمبر**: پاکستان: ایمرجنسی آج ختم، معزول ججز کی مراعات بحال، آئین میں 4 ترامیم کا نوٹیفکیشن جاری **16 دسمبر**: پاکستان: پی سی او، ایمرجنسی ختم 73 کا آئین ترامیم کے ساتھ بحال قوم سے وعدہ نبھادیا، صدر مشرف پاکستان: عیدالاضحیٰ پیکج 500 اشیائے صرف کی قیمتوں میں کمی 1 ہزار نئے یوٹیلٹی سٹورز کھولنے کا اعلان **17 دسمبر**: پاکستان: الیکشن کمیشن آزاد ہے نہ ہی نگران سیٹ اپ، ہنگ پارلیمنٹ لانے کے حکومتی منصوبہ ناکام بنادیں گے، بے نظیر سعودی عرب: مناسک حج کا آغاز، لاکھوں فرزندانِ اسلام آج منی میں قیام کریں گے، حجاج کرام کی حفاظت اور خدمت اولین ترجیح ہے، سعودی عرب **18 دسمبر**: پاکستان: کوہاٹ چھاؤنی میں خودکش حملہ، 10 اہلکار جاں بحق سعودی عرب: 30 لاکھ سے زائد عازمین آج میدانِ عرفات میں خطبۂ حج سنیں گے **19 دسمبر**: سعودی عرب: بعض مسلمان استعماری قوتوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں، امام کعبہ **20 دسمبر**: پاکستان: نوشہرو فیروز، کراچی ایکسپریس کو حادثہ، 50 مسافر جاں بحق، سینکڑوں زخمی **21 دسمبر 10 ذوالحجہ 1428ھ بروز عیدالاضحیٰ**: پاکستان: قوم نفرتیں مٹا کر یکجہتی کی فضا کو فروغ دے، صدر وزیراعظم **22 دسمبر 23 دسمبر**: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار بوجہ عیدالاضحیٰ **24 دسمبر**: پاکستان: سوات: فوجی قافلے پر خودکش حملہ 11 جاں بحق، 29 شدید زخمی پاکستان: شفاف انتخابات کے لئے فوج تعینات کی جائے، بے نظیر بھٹو، دھاندلی کا بھرپور جواب دیں گے، نواز شریف **25 دسمبر**: پاکستان: الیکشن جیت کر ہمیشہ کے لئے فوجی راج ختم کردیں گے، نواز شریف **26 دسمبر**: پاکستان: شفاف انتخابات ہوئے تو پی پی کو کامیابی سے کوئی روک نہیں سکتا، بے نظیر بھٹو، شیر گیدڑوں کو کھا جائیگا، میاں نواز شریف پاکستان: قانون اور آئین کی بالادستی کے لئے قوم کو جدوجہد کرنا ہوگی، معزول چیف جسٹس، **27 دسمبر**: پاکستان: خطے میں امن کے قیام کو یقینی بنائیں گے، دہشت گردی، انتہا پسندی، مشترکہ دشمن ہے، مشرف کرزئی پاکستان: اصولوں پر سودے بازی نہیں کریں گے، کارکن پروپیگنڈے میں نہ آئیں، کسی امیدوار کو دستبردار نہیں ﴿بقیہ صفحہ ۸۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۴ ''اخبارِ عالم''﴾

کیا جائے گا، بے نظیر بھٹو **28 دسمبر:** پاکستان: فائرنگ اور خودکش دھماکہ، بے نظیر بھٹو لیاقت باغ میں قتل، ملک بھر میں ہنگامے، ن لیگ نے الیکشن بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ پاکستان: 3 روزہ قومی سوگ کا اعلان، قوم پر امن رہے، صدر پرویز، بدترین دہشتگردی ہے، عالمی برادری کا شدید ردعمل **29 دسمبر:** پاکستان: بے نظیر بھٹو کی تدفین، ملک ہنگاموں کی لپیٹ میں، تاریخی شٹر ڈاؤن، ٹرینیں، بنک، گاڑیاں، اور دوسری ہزاروں املاک نظر آتش، کھربوں کا نقصان، سندھ میں فوج طلب، امن وامان کی ذمہ داری رینجرز کے سپرد توڑ پھوڑ کرنیوالوں کو گولی مارنے کا حکم، **30 دسمبر:** پاکستان: سانحہ لیاقت باغ، گھیراؤ جلاؤ احتجاج جاری، 12 جاں بحق، عام انتخابات کے التوا کا امکان **31 دسمبر:** پاکستان: پی پی کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس، بلاول بھٹو زرداری، نئے پارٹی چیئرمین مقرر، انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان **یکم جنوری 2008ء بمطابق 21 ذی الحجہ 1428ھ:** پاکستان: مخدوش ملکی حالات، بروقت انتخابات کا انعقاد ممکن نہیں، وفاقی کابینہ **2 جنوری:** پاکستان: 8 جنوری کو انتخابات کا انعقاد مشکل ہے، حتمی تاریخ کا اعلان آج سیاسی جماعتوں سے مشاورت کے بعد کیا جائے گا، الیکشن کمیشن **3 جنوری:** پاکستان: انتخابات 2008ء اکتالیس دن لیٹ، پولنگ 18 فروری کو ہوگی، الیکشن کمیشن کا اعلان **4 جنوری:** پاکستان: تمام خطرات سے نمٹنے کا واحد راستہ مشترکہ قومی کمیشن ہے، چیف آف آرمی سٹاف **5 جنوری:** پاکستان: بجلی گیس آٹا بحران شدید، کاروباری مراکز شام ساڑھے چھ بجے بند کرنے کا فیصلہ۔ پاکستان: سکاٹ لینڈ یارڈ نے تحقیقات شروع کر دی، بے نظیر کی گاڑی کا معائنہ، آج جائے وقوعہ کا جائزہ لیا جائے گا **6 جنوری:** پاکستان: سکاٹ لینڈ یارڈ کا دورہ لیاقت باغ، سانحے کی فرضی عکس بندی، پولیس حکام سے سوالات، بے نظیر کی گاڑی کا دوبارہ جائزہ۔ پاکستان: علی جان اورکزئی کا استعفیٰ منظور، اویس غنی گورنر تعینات، قبائلی علاقوں میں آپریشن کا امکان **7 جنوری:** پاکستان: وائٹ ہاؤس میں اعلیٰ سطحی اجلاس، قبائلی علاقوں میں خفیہ آپریشن پر غور۔

Iqra Ghufran

By Mufti Muhammad Rizwan Translated By Dr.M.Al.Ghazali

When shall we rid ourselves of endless pastimes?

Man has come to this world for a specific purpose. To fulfill this purpose and to spend life for its sake is the real success of man. Whatever part of life is spent for anything other than this purpose will bring nothing but regret and remorse.

The supreme purpose for which man has been sent to this world is to recognize his Creator and Master and to serve and worship Him. But people living in this world have often deviated from this path in different ways and always suffered failure and humiliation in both worlds. However, the patterns of this deviation have changed now. In the past this deviation smacked of ignorance and apparent lack of culture. But the new pattern is novel and seemingly appears to be in conformity with the so-called 'modern culture' and 'enlightenment'. The Quran has drawn our attention to the ignorant and purposeless practices that were in vogue fourteen hundred

Idara Ghufran

years ago and has warned us against regarding this world as a theatre of sport and pastime. Now the same kind of ignorant thinking is taking roots in our society in the garb of 'modern culture and civilization'. New and innovative ways of sport are being constantly devised. A large number of people have become involved with these sports and a much larger number has been engaged in it as spectators. Hardly anyone feels any dislike for these pursuits. The matter has reached such a level of frenzy that people abandon their normal occupations for its sake. At times, some people neglect the care of their patients and other serious duties for sports. So much so that even religious obligations are overlooked and none seems to feel any regret among our leaders including the religious-minded ones. That is why this interest in sports has permeated almost all sections of the society. People of all groups, elders as well as youngsters, important and ordinary, educated and illiterate, urban and rural all are engrossed in this fruitless activity. Some of these sports have become so prevalent that the whole nation becomes stand-still when these are being played. People in their homes, shops, offices and street children are found in rapt attention to the games. Even the travelers do not miss the activity and keep themselves

informed through transistors or mobile phones. Looking at this situation, it would not be an exaggeration to say that the present society has gone far beyond the past periods of ignorance in making sports their aim in life. A slight reflection in a fair and objective manner will reveal the truth of this statement.

Idara Ghufran

ترتیب وپیشکش ابورملہ

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 4 (۱۴۲۸ھ) کی اجمالی فہرست

﴿ اداریہ ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مساجدُ اللہ کے انہدام وانتقال کا مسئلہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱،۲ص ۳
حج کی صحیح ادائیگی	// //	شمارہ ۳ص ۳
طالباتِ جامعہ حفصہ ولال مسجد اسلام آباد انتظامیہ کا طرزِ عمل	// //	شمارہ ۴ص ۳
مسائلِ حج پر ایک عظیمُ الشان فقہی مجلسِ مذاکرہ	// //	شمارہ ۵ص ۳
کیا قدرتی آفات وبلیات کی روک تھام ممکن ہے؟	// //	شمارہ ۶ص ۳
سائلنس آپریشن کے بعد	// //	شمارہ ۷ص ۳
رؤیتِ ہلال کمیٹی کے فیصلہ کی حیثیت	// //	شمارہ ۸ص ۳
زکوٰۃ کے مادی وروحانی مصارف کا فرق	// //	شمارہ ۹ص ۳
نئے انتخابات اور اقتدار کی تبدیلی	// //	شمارہ ۱۰ص ۳
کیا حکمرانوں کے ظلم سے نجات کا غیر سیاسی وروحانی راستہ بھی ہے؟	// //	شمارہ ۱۱ص ۳
ملکی حالات سنگین مراحل میں	// //	شمارہ ۱۲ص ۳

﴿ درسِ قرآن ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
(سورہ بقرہ قسط ۲۹، آیت نمبر ۴۰) بنی اسرائیل پر انعاماتِ الٰہیہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱،۲ص ۷
(سورہ بقرہ قسط ۳۰، آیت نمبر ۴۱) حقیر دنیا کے عوض اللہ کے احکام میں کتر بیونت کرنا	// //	شمارہ ۳ص ۶
(سورہ بقرہ قسط ۳۱، آیت نمبر ۴۲) کتمانِ حق اور تلبیسِ حق وباطل	// //	شمارہ ۴ص ۶
(سورہ بقرہ قسط ۳۲، آیت نمبر ۴۳) نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا	// //	شمارہ ۵ص ۸

(سورہ بقرہ قسط۳۳،آیت نمبر۴۴) خود عمل نہ کرنے والے کا دوسرے کو نصیحت کرنا	مفتی محمد رضوان	شمارہ۶ص ۸
(سورہ بقرہ قسط۳۴، آیت نمبر۴۵) صبر اور نماز سے مدد	// //	شمارہ۷ص۵
(سورہ بقرہ قسط۳۵، آیت نمبر۴۵،۴۶) نماز بھاری ہے، مگر خشوع والوں پر نہیں	// //	شمارہ۸ص۶
(سورہ بقرہ قسط۳۶، آیت نمبر۴۷، ۴۸) بنی اسرائیل کو فضیلت کی نعمت	// //	شمارہ۹ص۵
(سورہ بقرہ قسط۳۷، آیت نمبر۴۹) بنی اسرائیل کے اوپر دوسرا انعام	// //	شمارہ۱۰ص۶
(سورہ بقرہ قسط۳۸، آیت نمبر۵۰) بنی اسرائیل کے اوپر تیسرا انعام	// //	شمارہ۱۱ص۹
(سورہ بقرہ قسط۳۹، آیت نمبر۵۱) بنی اسرائیل کے اوپر چوتھا انعام	// //	شمارہ۱۲ص۷

درسِ حدیث

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
استخارہ کے فضائل واحکام (قسط۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱،۲ص۱۲
استخارہ کے فضائل واحکام (قسط۴)	// //	شمارہ۳ص۱۰
استخارہ کے فضائل واحکام (پانچویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۴ص۹
جمعہ کے دن مختلف سورتوں کے فضائل	// //	شمارہ۵ص۱۲
جمعہ کے دن درود شریف کے فضائل	// //	شمارہ۶ص۹
جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی	// //	شمارہ۷ص۹
جمعہ کے دن فوت ہونے اور والدین کی قبر کی زیارت	// //	شمارہ۸ص۱۱
جمعہ کے دن جنت کا بازار اور اللہ تعالیٰ کی زیارت	// //	شمارہ۹ص۸
جمعہ کے دن اعمال کی پیشی	// //	شمارہ۱۰ص۸
جمعہ کے دن اہم واقعات اور قیامت کا قائم ہونا	// //	شمارہ۱۱ص۱۱
جمعہ کا دن تمام دِنوں سے افضل اور دِنوں کا سردار ہے	// //	شمارہ۱۲ص۱۲

تاریخی معلومات

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ صفر: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	مولوی طارق محمود	شمارہ۱،۲ص۴۳

ماہِ ربیع الاول: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	مولوی طارق محمود	شمارہ ۳ ص ۱۹
ماہِ ربیع الآخر: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۴ ص ۱۳
ماہِ جمادی الاولیٰ: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۵ ص ۱۸
ماہِ جمادی الاخریٰ: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۶ ص ۱۵
ماہِ رجب: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۷ ص ۱۵
ماہِ شعبان: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۸ ص ۱۷
ماہِ رمضان: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۹ ص ۱۶
ماہِ شوال: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۱۰ ص ۱۴
ماہِ ذیقعدہ: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۱۱ ص ۱۶
ماہِ ذی الحجہ: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۱۲ ص ۱۵

اصلاحی خطاب

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
جنّتی اور جہنّمی فرقوں کا معیار	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱، ۲ ص ۶۴
نفس کی قسمیں اور اس کے عوامل	// //	شمارہ ۴ ص ۲۱
نیک اور ایک ہونے کی ضرورت	// //	شمارہ ۵ ص ۲۵
اسرائیل اور مسلمانوں کے موجودہ حالات	// //	شمارہ ۶ ص ۲۲
معاشرہ جھوٹ اور مبالغے کی لپیٹ میں	// //	شمارہ ۷ ص ۲۴
یہود پر غضب کے چار اسباب اور ہدایت کا راستہ	// //	شمارہ ۸ ص ۲۳
عیدالفطر انعام کا دن	// //	شمارہ ۹ ص ۲۸
گناہوں کے نقصانات (قسط ۱)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۲۲
گناہوں کے نقصانات (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۲۴

مقالات ومضامین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
بسنت کا خونی کھیل کب تک کھیلا جاتا رہے گا؟	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱، ۲ ص ۵۱
مرغیوں پر ظلم نہ کیجئے	// //	شمارہ ۱، ۲ ص ۵۳

کھیلوں سے کب جان چھوٹے گی	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱،۲ص۵۶
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب مدظلہم (گیارہویں وآخری قسط)	ترتیب:مفتی محمد رضوان	شمارہ۱،۲ص۵۸
تقلید سے متعلق چند اعتراضات اور ان کے جوابات (دوسری وآخری قسط)	عبدالواحد قیصرانی	شمارہ۲ص۷۶
صلہ رحمی کے رہنما اصول	مفتی محمد رضوان	شمارہ۳ص۴۱
والدین پر اولاد کے حقوق	مفتی محمد یونس	شمارہ۴ص۳۴
بجلی کی لوڈشیڈنگ	مفتی محمد رضوان	شمارہ۵ص۴۱
گستاخِ رسول کو سر کا خطاب کیوں ملا؟	ابوریحان	شمارہ۶ص۳۵
اسلام آباد،لال مسجد وجامعہ حفصہ کا قضیہ	مفتی ابوریحان	شمارہ۶ص۳۷
برصغیر کی اسلامی تاریخ اور آزادی کی تحریکیں	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۷ص۳۶
ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی	ادارہ	شمارہ۱۰ص۱۲
نرے جوش سے بچنے اور اکابرین کی اتباع کی ضرورت	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۰ص۲۳

﴿فقهی مسائل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تمہید	عبدالواحد قیصرانی	شمارہ۳ص۳۳
طہارت(پاکی)اورنجاست(ناپاکی)کا بیان	// //	شمارہ۴ص۳۹
طہارت(پاکی)اورنجاست(ناپاکی)کا بیان	// //	شمارہ۵ص۴۲
پاکی ناپاکی کے مسائل	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۶ص۳۸
پاکی ناپاکی کے مسائل	// //	شمارہ۷ص۴۷
پاکی ناپاکی کے مسائل	// //	شمارہ۸ص۳۶
پاکی ناپاکی کے مسائل	// //	شمارہ۹ص۳۶
پاکی ناپاکی کے مسائل	// //	شمارہ۱۰ص۴۲
پاکی ناپاکی کے مسائل	// //	شمارہ۱۱ص۲۷

پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط۹)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۲ص۳۲

﴿صحابہ کے سچے قصے﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (قسط۱)	انیس احمد حنیف	شمارہ۱،۲ص۸۰
صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (قسط۲)	// //	شمارہ۳ص۳۵

﴿اصلاحِ معاملہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۴)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱،۲ص۸۳
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۵)	// //	شمارہ۳ص۳۷
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۶)	// //	شمارہ۴ص۴۱
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۷)	// //	شمارہ۵ص۴۵
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۸)	// //	شمارہ۶ص۴۰
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۹)	// //	شمارہ۷ص۴۹
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۰)	// //	شمارہ۸ص۴۱
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۱)	// //	شمارہ۹ص۴۰
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۲)	// //	شمارہ۱۰ص۴۶
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۳)	// //	شمارہ۱۱ص۳۲
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۴)	// //	شمارہ۱۲ص۳۶

﴿آداب المعاشرت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اولاد کی تربیت سے مجرمانہ غفلت	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱،۲ص۸۷
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۱)	// //	شمارہ۴ص۴۸
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۲)	// //	شمارہ۵ص۵۰
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۳)	// //	شمارہ۶ص۴۶

Iqra Ghufran

اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۴)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۷ص۵۲
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۵)	// //	شمارہ۸ص۴۶
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۶)	مولانا محمد ناصر	شمارہ۹ص۴۳
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۷)	// //	شمارہ۱۰ص۵۰
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۸)	// //	شمارہ۱۱ص۳۶
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۹)	// //	شمارہ۱۲ص۴۱

اصلاح وتزکیہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مکتوباتِ مسیحُ الامَّت (بنام محمد رضوان) (قسط۱۰)	ترتیب وحواشی: مفتی محمد رضوان	شمارہ۱،۲ص۹۱
مکتوباتِ مسیحُ الامَّت (بنام محمد رضوان) (قسط۱۱)	// //	شمارہ۳ص۴۶
مکتوباتِ مسیحُ الامَّت (بنام محمد رضوان) (قسط۱۲)	// //	شمارہ۴ص۵۱
مکتوباتِ مسیحُ الامَّت (بنام محمد رضوان) (قسط۱۳)	// //	شمارہ۵ص۵۳
مکتوباتِ مسیحُ الامَّت (بنام محمد رضوان) (قسط۱۴)	// //	شمارہ۶ص۴۸
مکتوباتِ مسیحُ الامَّت (بنام محمد رضوان) (قسط۱۵)	// //	شمارہ۷ص۵۴
مکتوباتِ مسیحُ الامَّت (بنام محمد رضوان) (سولھویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۴۷
اللہ تعالیٰ کی محبت اور اولیاءُ اللہ کی صحبت	اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب	شمارہ۹ص۴۷
حکیم الامت کی حکیمانہ باتیں (قسط۱)	// //	شمارہ۱۰ص۵۳
حکیمُ الامت کی حکیمانہ باتیں (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۱۱ص۴۱
تقویٰ اور صادقین کی معیَّت (قسط۱)	// //	شمارہ۱۲ص۴۵

اصلاح العلماء والمدارس

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مدرسین ومعلمین سے چند باتیں (دوسری وآخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱،۲ص۹۶

طالبِ علم اور طالبِ دنیا کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا	مفتی محمد رضوان	شمارہ۳ص۵۰
مقتدٰی ومقتداء علماء کوسنجیدہ طرزِعمل کی ضرورت	// //	شمارہ۴ص۵۵
مدرسہ سے مقصود رضائے الٰہی ہے	// //	شمارہ۵ص۵۸
طلبۂ کرام کوفضولیات سے بچنے کی ضرورت	// //	شمارہ۶ص۵۱
علماء کا ہاتھ سے تغییر منکر کرنا	// //	شمارہ۷ص۵۶
کیا عالم شرعی احکام سے بری ہے؟	// //	شمارہ۸ص۵۰
علماء عوام کے مقتداء یا مقتدی؟	// //	شمارہ۹ص۵۶
خطاب مخاطب کو کیوں نہیں؟	// //	شمارہ۱۰ص۵۷
طلبہ کے لئے یکسوئی اور تحریکات وغیرہ سے اجتناب	// //	شمارہ۱۱ص۵۰
موجودہ حالت میں بعض سیاسی علماء کا طرزِعمل	// //	شمارہ۱۲ص۵۱

﴿علم کے مینار﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ہرچہ گیرد علّتی ......(قسط۱۵)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱،۲ص۱۰۰
ہرچہ گیرد علّتی ......(قسط۱۶)	// //	شمارہ۳ص۵۴
ہرچہ گیرد علّتی ......(سترہویں اورآخری قسط)	// //	شمارہ۴ص۵۸
پاکستان میں قرأت کی تاریخ	قاری حبیب الرحمان بروایت مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۵ص۶۰
ماضی کے مسلمان معاشروں میں علمِ شریعت کی فراوانی	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۶ص۵۵
انگریز کے تسلط کے بعد برصغیر کا علمی زوال	// //	شمارہ۷ص۶۴
صبرواستقامت کے پیکر	// //	شمارہ۸ص۵۴
مستشرقین اوراسلامی موضوعات پران کے لٹریچر کا جائزہ	// //	شمارہ۹ص۵۹
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱)	// //	شمارہ۱۰ص۶۰
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۲)	// //	شمارہ۱۱ص۵۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۳)	// //	شمارہ۱۲ص۵۴

تذکرۂ اولیاء

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تصوف کے مشہور سلسلوں کا تاریخی پسِ منظر (قسط۱۱)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱،۲ص۱۰۶
تصوف کے مشہور سلسلوں کا تاریخی پسِ منظر (بارہویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۳ص۵۷
صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (قسط۳)	انیس احمد حنیف	شمارہ۴ص۶۴
صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (چوتھی وآخری قسط)	// //	شمارہ۵ص۶۶
صحابیٔ رسول حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۶ص۶۰
تذکار اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (امت کی ماؤں کا تعارفی خاکہ)	امتیاز احمد	شمارہ۷ص۶۹
تذکار اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم	// //	شمارہ۸ص۵۹
ہجرتِ حبشہ میں شریک صحابیات کا تذکرہ (قسط۱)	// //	شمارہ۹ص۶۳
ہجرتِ حبشہ میں شریک صحابیات کا تذکرہ (قسط۲)	// //	شمارہ۱۰ص۶۷
خواتین صحابیات کی علمی اور دینی خدمات	// //	شمارہ۱۱ص۶۱
خواتینِ اسلام کے حیرت انگیز واقعات	// //	شمارہ۱۲ص۶۰

پیارے بچو!

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
استاد کا ادب واحترام کیوں اور کس طرح کیا جائے	مفتی ابوریحان	شمارہ۱،۲ص۱۱۱
کھانا کس طرح کھانا چاہیے	// //	شمارہ۳ص۶۳
چغل خوری کا انجام	حکیم محمد فیضان	شمارہ۴ص۶۷
جھوٹ بولنے کا انجام	// //	شمارہ۵ص۷۱
سونے اور جاگنے کے اچھے طریقے	حافظ محمد ناصر	شمارہ۶ص۶۳
لالچ کا انجام اور شکر کا انعام	حکیم محمد فیضان	شمارہ۷ص۷۴
بچو! نماز ضرور پڑھا کرو	حافظ محمد ناصر	شمارہ۸ص۶۴
راہب اور جادوگر	حکیم محمد فیضان	شمارہ۹ص۶۶
شکاری اور ریچھ	ابوفرحان	شمارہ۱۰ص۶۹

شکاری اور سپاہی	ابوفرحان	شمارہ۱۱ص۶۴
شرابی	// //	شمارہ۱۲ص۶۴

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
خواتین کی دین سے دُوری	مفتی ابوشعیب	شمارہ۱،۲ص۱۱۳
نیم عریاں لباس پہننے کا گناہ	// //	شمارہ۳ص۶۶
زیب وزینت سے متعلق چند بنیادی ہدایات	// //	شمارہ۴ص۷۰
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۱)	// //	شمارہ۵ص۷۴
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۲)	// //	شمارہ۶ص۶۶
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۳)	// //	شمارہ۷ص۷۷
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۴)	// //	شمارہ۸ص۶۷
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۵)	// //	شمارہ۹ص۷۱
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۶)	// //	شمارہ۱۰ص۷۱
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۷)	// //	شمارہ۱۱ص۶۶
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۸)	// //	شمارہ۱۲ص۶۶

﴿آپ کے دینی مسائل کا حل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
نفلی حج افضل ہے یا صدقہ وخیرات	ادارہ	شمارہ۱،۲ص۱۱۸
جرابوں اور موزوں پر مسح کا شرعی حکم	// //	شمارہ۳ص۷۱
مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان وقفہ کا معمول بنانے کا حکم	// //	شمارہ۴ص۷۴
موبائل اور ڈیجیٹل تصویر کا حکم	// //	شمارہ۵ص۷۹
فرض نماز کے بعد دُعا کا شرعی حکم	// //	شمارہ۶ص۷۱
جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی شرعی حیثیت	// //	شمارہ۷ص۸۳
گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا شرعی حکم	// //	شمارہ۸ص۷۲

Idara Ghufran

جمعہ کی دو اذانوں کے درمیان وقفہ اور بیان کا حکم	ادارہ	شمارہ۹ ص ۷۵
جمعہ کے دن ہفتہ وار عام تعطیل کا حکم	// //	شمارہ۱۰ ص ۷۶
سعی کا مفہوم اور جمعہ کی پہلی اذان پر سعی کا وجوب	// //	شمارہ۱۱ ص ۷۲
غیر عربی میں جمعہ کا خطبہ ناجائز و بدعت ہے	// //	شمارہ۱۲ ص ۶۹

﴿ کیا آپ جانتے ہیں؟ ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سوالات وجوابات	ترتیب: مفتی محمد یونس	شمارہ ۱،۲ ص ۱۳۳
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۳ ص ۹۰
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۴ ص ۸۶
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۵ ص ۸۵
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۶ ص ۸۶
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۷ ص ۸۸
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۸ ص ۸۹
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۹ ص ۸۹
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۰ ص ۸۴
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۱ ص ۸۵
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۲ ص ۷۵

﴿ عبرت کدہ ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۷)	مولوی طارق محمود	شمارہ ۱،۲ ص ۱۴۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۸)	// //	شمارہ۳ ص ۹۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۹)	// //	شمارہ۴ ص ۹۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۱۰)	// //	شمارہ۵ ص ۹۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۱۱)	// //	شمارہ۶ ص ۸۹

Iqra Ghufran

حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۱۲)	مولوی طارق محمود	شمارہ۷ ص۹۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۱۳)	// //	شمارہ۸ ص۹۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۱۴)	// //	شمارہ۹ ص۹۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۱۵)	// //	شمارہ۱۰ ص۸۷
حضرت ابراہیم علیہ السلام (قسط ۱۶)	// //	شمارہ۱۱ ص۹۰
حضرت ابراہیم علیہ السلام (سترہویں و آخری قسط)	// //	شمارہ۱۲ ص۷۷

﴿طب و صحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ و صفحہ نمبر
ٹماٹر (TOMATO)	حکیم محمد فیضان	شمارہ۱،۲ ص۱۴۵
قبض (CONSTIPATION)	// //	شمارہ۳ ص۹۵
کھیرا (CUCUMBER)	// //	شمارہ۴ ص۹۵
لُو لگنا (SUN Stroke)	// //	شمارہ۵ ص۹۴
ہیضہ (CHOLERA)	// //	شمارہ۶ ص۹۳
ناشپاتی (PEARS)	// //	شمارہ۷ ص۹۵
پیچش (DYSENTERIES)	// //	شمارہ۸ ص۹۴
انار (POMEGRANATE)	// //	شمارہ۹ ص۹۵
سیب	// //	شمارہ۱۰ ص۹۰
مالٹا، کنو، سنگترہ (ORANGE)	// //	شمارہ۱۱ ص۹۲
مولی (RADISH)	// //	شمارہ۱۲ ص۷۹

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ و صفحہ نمبر
ادارہ کے شب و روز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱،۲ ص۱۴۷
ادارہ کے شب و روز	// //	شمارہ۳ ص۹۸
ادارہ کے شب و روز	// //	شمارہ۴ ص۹۷

Iqra Ghufran

ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۵ ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۶ ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۷ ص ۹۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۸ ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۹ ص ۹۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۰ ص ۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۱ ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۲ ص ۸۱

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابرار حسین ستی	شمارہ۱،۲ ص ۱۴۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۳ ص ۹۹
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۴ ص ۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۵ ص ۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۶ ص ۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۷ ص ۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۸ ص ۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۹ ص ۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۰ ص ۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۱ ص ۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۲ ص ۸۳

﴿انگریزی صفحہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
Marriage on Telephone	ابرار حسین ستی	شمارہ۱،۲ ص ۱۵۱

Idara Ghufran

The Destroying of Sports,Players and Cricket	ابرار حسین ستی	شمارہ۳ص۱۰۳
Same Question and Answer about Salah	// //	شمارہ۴ص۱۰۰
Quranic Prayers During Manses	// //	شمارہ۵ص۱۰۰
Congregational Prayers For Ladies	// //	شمارہ۶ص۱۰۰
Partnership On a Fixed Profit	// //	شمارہ۷ص۱۰۰
Is It Possible To Stop The Natural Disaster	// //	شمارہ۸ص۱۰۰
Is It Possible To Stop The Natural Disaster	// //	شمارہ۹ص۱۰۰
Is It Possible To Stop The Natural Disaster	// //	شمارہ۱۰ص۱۰۰
When We Get Rid From Useless Sports ?	// //	شمارہ۱۱ص۱۰۰
When shall we rid ourselves of endless pastimes?	ڈاکٹر محمد الغزالی	شمارہ۱۲ص۸۷

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۳ ''تاریخی واقعات''﴾

بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۳

احمد بن منیع رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، علی بن ابراہیم الطغامی، خلف بن محمد الخیام، عبدالمؤمن بن خلف اور محمد بن زکریا رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۹۳)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۵ھ:** میں حضرت ابوشعیب عبداللہ بن حسن بن احمد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوشعیب الحرانی کے نام سے مشہور تھے، بغداد میں رہتے تھے اور ۲۰۶ھ میں ولادت ہوئی، حسن بن احمد (یہ آپ کے والد ہیں) احمد بن عبدالملک بن واقد، عفان بن مسلم اور یحیٰی البابلتی رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، اسماعیل الخطبی، ابوعلی بن الصواف، ابوبکر الشافعی، ابوالقاسم الطبرانی اور ابوبکر الآجری رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۳۷)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۵ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن اسماعیل بن مہران نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ اسماعیلی کے لقب سے مشہور تھے، اسحاق بن راہویہ، ہشام بن عمار، حرملہ بن یحیٰی، عیسیٰ بن زغبہ اور محمد بن بکار رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابراہیم بن ابی طالب، ابوالعباس السراج، ابن الشرقی، احمد بن علی الرازی، محمد بن الاخرم اور اسماعیل بن نجید رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، صفر ۲۸۹ھ میں بیمار ہوئے اور لقوہ کے مرض میں وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۱۱۸، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۵۸، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۸۳)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۲۹۵ھ:** میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن معقل بن حجاج رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ نسف کے قاضی تھے، قتیبہ بن سعید، جبارۃ بن مغلس اور ہشام بن عمار رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، سعید (یہ آپ کے بیٹے ہیں) محمد بن زکریا اور عبدالمؤمن بن خلف رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۸۶)

Idara Ghufran